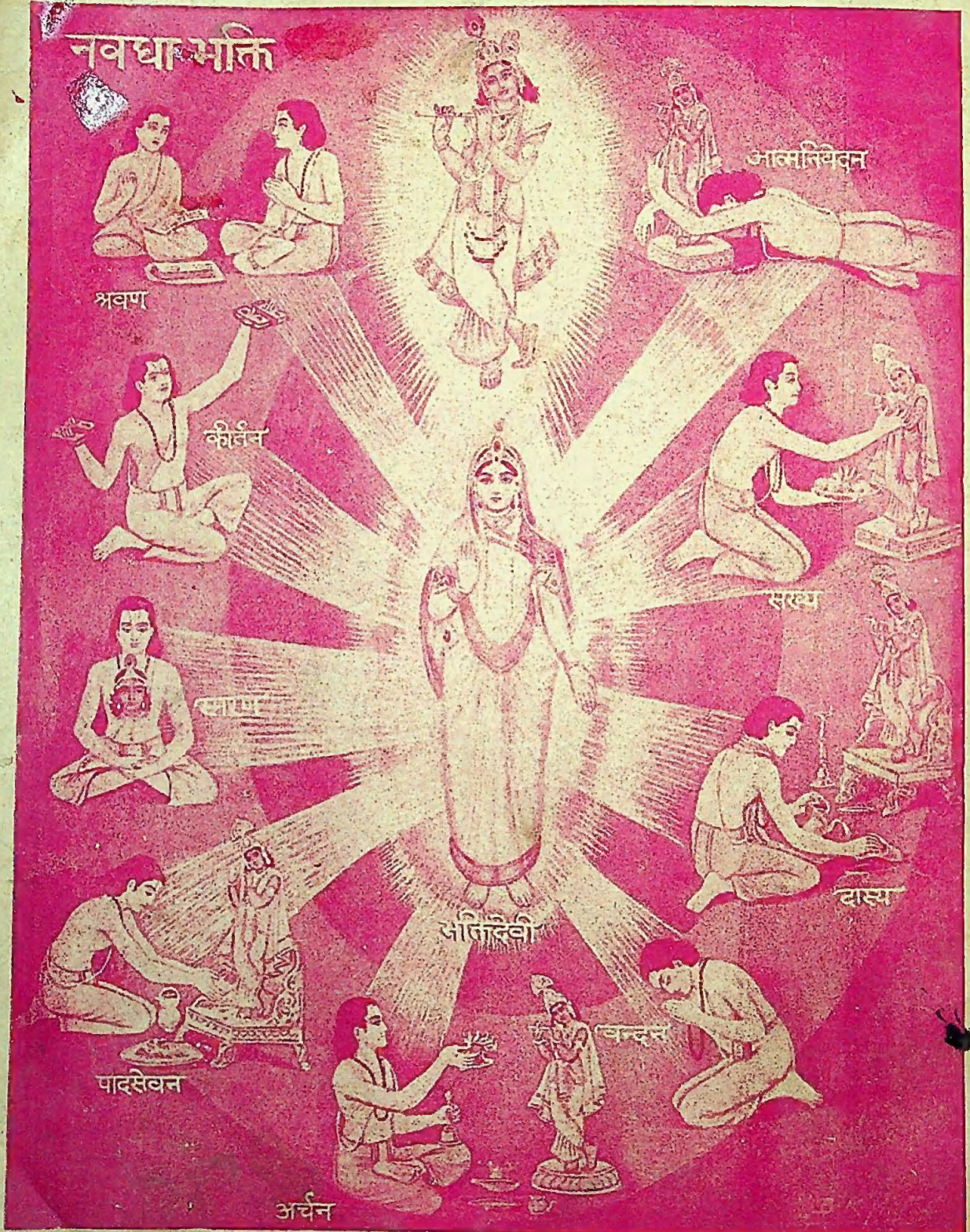


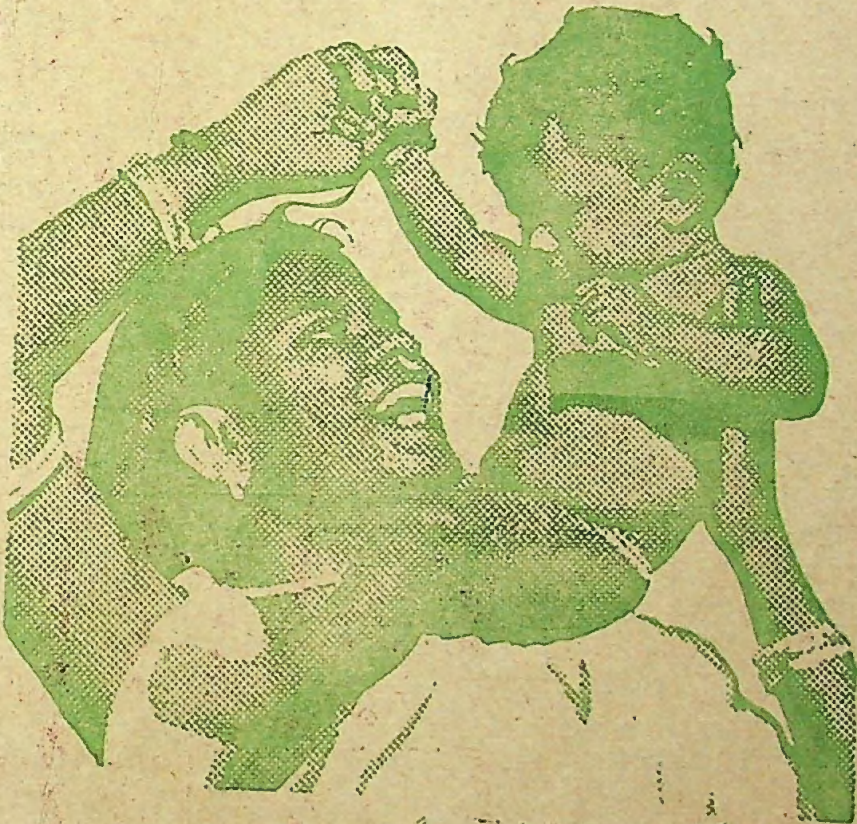
नवधा भक्ति



ہلان سے کیا ہو گا

بہتر صحتی خدمات

تیسرے پانچ سال ہلان کے پورے ہونے تک —
 قصروں اور دیہات کے لئے پینے کی صاف پانی
 ۱۳۶۰۰ ہسپتال اور دواخانے، مریشوں کے لئے ۳۴۱۰۰ بستری
 ۸۶۰۰۰ ڈاکٹر، ۱۰۰۰۰۰ نرسی و بچہ صحتی مرکز
 اور ملیسریا، تپ دن فریجیک جیسی میساریوں
 کی روک تھام سے
 یقیناً آپ کی صحت بتدریج بہتر بنے گی



ہلان کو کامیاب بنا دیتے۔ اس کا نتیجہ ہو گا

ہر شخص کے لئے
 اچھی زندگی

تیسرا
 پانچ سال

هندستان بھر میں روحانیت کا واحد سچا علمبردار

ایڈیٹر:-
گورکھ ناتھ
نندہ

چندہ سالانہ
سات روپے
ہمالک غیر سے
نور روپے

رسالہ اوم
دہلی
مہبنتی یوگ نمبر

56
نئے سے

قیمت در
فی کاپی

بابیت ماہ مئی ۱۹۴۲ء

نوٹ :- اس ماہ میں بننے والے نئے خریداران کو سالانہ چندہ مبلغ - ۶۷ روپیہ میں سابقہ بھگوت پریم انکسٹا تصویر قیمت ۸/۸ روپیہ بھی مفت بھیجے ہوگا۔ اور میعاد خریداری ۱۹۶۳ء اگست ماہ ستمبر ۱۹۶۲ء مقرر کی جائیگی۔ نئے بننے والے خریداران اس اعلان سے لافحہ ہوں۔

بمذہب شمار	نام مضمون	صاحب مضمون	بمذہب صفحہ
۱	اپنا وطن	شری روشن بیلاوی بی - اے	۲
۲	رودھ کا کھیتی	شری سنت ہری سنگھ جی	۳
۳	جوت جگا دو	شری حسرت رسا پوری	۸
۴	سب سون اپنی پریم سنگائی	جگت سورداس جی	۱۰
۵	ابہ تم سب سوردگے نام کے	سنت کبیر - گائیتی منتر - شری ہنسی دھرم پور	۱۱
۶	پریم حقیقی	شری بھاگ مل جی ساہی	۱۱
۷	گیتا سار	شری کاشی رام جی چاولہ	۱۲
۸	بھگت پرگ	لالہ جگن ناتھ جی کھنہ بیلا بی بی	۱۵
۹	بھگت پریم کی لہریاں	شری حکیم بیلاداس جی منقظ	۱۶
۱۰	ایک سبب	شری گانند کپور	۲۱
۱۱	سنت ایک نامہ	ایڈیٹر	۲۲
۱۲	آداز دے کیا ہے	سوی توپن ناتھ جی دل	۲۷
۱۳	دیلم صرم	ایڈیٹر	۲۸
۱۴	بیماری زندگی بھی زندگی ہے	ڈاکٹر راج بہادر درما	۳۱
۱۵	آہ مظلوماں	شری ہندت دیوان چند جی	۳۲
۱۶	ہندوؤں کے جلی نقائص	لالہ ہر گوبند چوہدرہ بیلا بیلا بیلا	۳۴
۱۷	ایک تاریخی خط جہنم سنگھ بنام اورنگ زیب	لالہ کاشی رام چاولہ	۳۵
۱۸	پتیاگ دھرم	پتیاگ دھرم	۳۹

پانچم شری گد کے ناتھ نندہ ایڈیٹر دیوار گورنمنٹ پبلشر نے لکھنے لکھنے پر لیس چارویں بار اولی سے چھپو اگر دفتر رسالہ آدم اندرون اجیری گھٹ دلی سے ملے گا

اپنا وطن

(از قلم شری روشن پٹیلوی بی۔ اے)

۱ اپنا وطن ہندوستان دنیا میں ہے جنت نشاں
۲ باغ و وطن ہے گل نشاں شادال میں سب پر خوشاں
۳ اس میں ہیں صمد باخوبیاں جو ہو نہیں سکتی بیاں
۴ ان کے نہیں ہے بیگیاں دل میں عداوت کا نشاں

۵ ہر باغ ہے جنت نظیر دریا ہیں مثل جوئے شیر
۶ ہر فرد اس کا بادشاہ ہمدرد، نیک و پارسا
۷ رکھتی ہیں اشیائے حقیر نظارہ ہائے دل پذیر
۸ راہ عمل کا رہنما انوار قدرت کی ضیا

۹ ہر کوہ و وادی پر فضا راحت فزا تفریح زا
۱۰ سب ہے اچھا فلسفہ ہے امن کا اس میں مزا
۱۱ بہر نیم دل اک دوا دل کیوں ہو اس پر فدا
۱۲ انسانیت کا رہنما صدق و صفا کا راستہ

۱۳ ہر چیز ملتی ہے یہاں پھیل پھول میوے سبزیاں
۱۴ بھلے بھولے سے دوسرے کلفت اسے منظور ہے
۱۵ دولت کے بھر سیکر ال ہیں اس کے سینے پر وال
۱۶ دل نور سے معمور ہے گویا چہرہ رخ طور ہے

۱۷ اس پر ہے دھوکا خلد کا ہر بات کا نقشہ دنیا
۱۸ خاک و وطن اکسیر ہے آب و وطن بھی شیر ہے
۱۹ جاتا ہے آنکھوں میں کھبا ہر نقش ہے جادو بھرا
۲۰ جو بھی جوان و پیر ہے مدحت گر نقشہ پیر ہے

۲۱ ہے فرض یہ ہر ایک کا
۲۲ چھوٹا ہو وہ یا ہو بڑا
۲۳ روز و شب و صبح و سہا
۲۴ پیایے وطن پر ہو فدا

بھگوان رام کا شہری کو اپدیش ۱۱ از قلم سنت شری سنگھ جی ۱۲/۱۳ اپریل ۱۹۶۲ء

نودھا بھگتی

نودھا بھگتی کی کہانی

‘त्वत्त्वा सुदुस्त्यज सुरीप्सित राज्यलक्ष्मीं, धर्मिष्ठ आर्यवचसा यदगादरण्यम् ।
माघा मृगं वधितयेप्सितमन्वधावत् वन्दे महा पुरष ते चरणारविन्दम्’

۱۔ لکھنؤ :- جو دیو دوا بھراجیہ و شیشو کو نیاگ کرنا اپنے پیتا راجہ و شرف کی اکیا سے بن کو چلے گئے۔ اور جو (جہاں بوجہ کر بھی) اپنی پراسیتا جی کی پر پرنا سے کپٹ مرگ کے پیچھے دوڑے۔ ان (مریادہ پر شوم) مہا پریش شری رام کے چرنوں کی ہم بندھا کئے ہیں۔

نودھا بھگتی شری رام چندر جی نے پرم بھگتا شری (شہری) بھیلنی کے تائیں کہی ہے۔ ادھیاتم رامائن بن کا نڈ میں اس کا ذکر آتا ہے۔ دنال پر کران اس طرح چلتا ہے کہ جب بھگوان رام اپنی پراسیتا جی کی کھوج میں چکر کاٹتے ہوئے رشی موک پر بہت کے سمیپ پمپا سر پر پہنچے تو انہیں کبندھ نام والے ایک لاکھشس سے بھینٹ ہوئی۔ یہ لاکھشس دراصل ایک دیو گنہ صرب تھا۔ جو انشا و کرمی کے شاپ سے لاکھشس یونی میں آیا تھا۔ بھگوان رام نے اسے مار کر اپنا دھام دے دیا۔ مگر پرم دھام کو جاتے ہوئے اس نے شری لکھنا تھ جی سے کہا کہ اے رام! سامنے والے اس آشرم میں شوری رہتی ہے۔ وہ آپ کے چرن کملوں کی پرم بھگتا ہے۔ اے مہا بھاگ! آپ وہاں پدھارہیئے۔ وہ آپ کو سیتا جی کے متعلق سب سہاچار دیو لگی۔ ایسا کہہ کر وہ تو آکاش مارگ سے وشنو لوک کو چلا گیا۔ اور ادھر بھگوان رام لاکھشمن کے ساتھ شوری کے آشرم میں پہنچے۔ شوری تو بہت کسمے سے پہلے ہی آپ کی پرنیکشت میں لڑتی تھی۔ چنانچہ جو پہلی اس نے لکھنا تھ جی کو آتے دیکھا ہر شس سے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ انداس کی آنکھوں میں پریم اشرو بھر آئے وہ بھگوان کے چرنوں پر گر پڑی اور بیتھا اچھت کشل پریش کے بعد انہیں ایک سندھ آسن پر بٹھایا۔ اس نے شری رام اور لاکھشمن کے چرن پہلے پڑے اور پھر دھوئے اور اس چرنو دک کو اپنی آنکھوں میں سپریش کر کے پھر اپنے تمام آشرم میں بھی چھڑکا۔ اس کے بعد جو دویہ پھل اس نے شری رام جی کے اُپھوگ کے لیے اکٹھے کر رکھے تھے انہیں پرم شرو دھا اور پریم پوہرک ان کے تائیں ارپن کئے۔ اور ان کے چرن کملوں کا چندرنا بیکت سنگندھت پریشوں سے پوچھ لیا۔ اس طرح انتھنی سنکار ہو چکے کے انتر وہ ان کے سامنے دو تون ماتھ باندھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے یہ بڑی اُٹھٹھا تھی کہ وہ بھگوان کی کچھ استھتی کرے۔ مگر جو کہ وہ پڑھی لکھی تھ کچھ تھی نہیں کیا کر سکتی تھی۔ تو بھی بیار پورن چیت سے اس قدر ہی بولی کہ اے بھگوان! بالکل انجان اور موار کھ ہونے کی وجہ سے میں آپ کی استھتی کیا کر سکتی ہوں۔ تو بھی آپ انتر نامی ہونے سے میرے چیت کی سب ادستھا اور بھا دوں کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔ آتا میں کیا نویدن کر دوں۔ ایسا کہہ کر وہ آپ کے چرنوں میں کپٹ گئی۔ اور پریم کے انتر دوں سے بھگوان کے چرنوں کو دھو دیا۔

مقورنی دیر کے بعد وہ بولی کہ اے میرے پیارے رام! اس آشرم میں پہلے میرے گورو مہرشی متنگ جی رہتے تھے۔ میں

ان کی سیدہ ابیں سینکڑوں برس رہی۔ وہ سوئم تو اب ہر دم لوک کو چلے گئے ہیں۔ مگر چلتے سے انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ایک گجیت سے تم ابھی یہاں ہی رہو۔ سنا تم پر ہر دم پر پاتلے لاکھشوں کے مارنے اور ریشوں میں کی رکھشا کے لئے راجہ وشر کے گھر رام روپ سے اقدار لیا ہے۔ وہ جلدی ہی اس آئٹم میں آدی گئے۔ تم ایک گجیت سے ان کا دھیان کرتی ہوئی یہاں اسی آئٹم میں رہو۔ اس وقت وہ پتر کوٹ میں براجمان ہیں جب تک وہ پدھاریں تب تک تم اپنے مشرب کو رکھو۔ اس کے بعد ان کے درشن کرتی ہوئی اس مشرب کو الٹی ادپ کر کے تو پیچھے ان کے ہینڈ ڈھام کو پراپت کرے گی۔ سو گوروجی کے کھنن انوار میں تب سے قبول آپ کا دھیان کرتی ہوئی آپ کے آنے کی بات دیکھ رہی تھی سچ گورو دیو کا وہ دانہ سچل مٹا کیونکہ میں نے پکھش ان آنکھوں سے آپ کا درشن کر رہی ہوں۔ اے رام! ایک اور لوگ دانا سٹو۔ یہ آپ کے منور درشن جو میرے گوروجی کو بھی نہیں پڑے۔ انہیں میں آج کر رہی ہوں۔ اس لئے میں اپنے بھائیوں کی کہاں تک شلہ ہکا کروں۔ کہاں میں بیچ جاتی ہیں اتنی ہوئی ایک گواراں اور کہاں انت پر ہنڈوں کے ٹانگ آپ پر ہیشور۔ تو بھی اگر مجھے آپ کے درشنوں کا سو بھاگیا پراپت ہو رہا ہے۔ تو یقیناً یہ مجھے گورو دیو کا ہی پکھش پھل سمجھنا چاہئے۔ یا اگر اسے کیل گورو دیو کا ہی کہوں۔ تو بھی کھانچت نہیں ہے۔ بھگوان اجا آپ کے داسوں کے داس اور پھر جان کے بھی داس ایوم آئٹم سینکڑوں داس ہوں۔ میں تو ان کی بھی داسی ہونے کے پوچھ نہیں۔ پھر کیونکر ساکشات آپ کی داسی کہلانے کے لائن ہو سکتی ہوں۔ اے دیو! آپ تو من بانی اور بدھی کی پیٹھ سے باہر ہیں۔ تو بھی کیسا آشچریہ ہے کہ آپ تمام ریشوں میں اور پتھریوں کے آئٹم چھوڑ کر میرا ہی استھان پوتہ کرنے کے لئے پدھالے ہیں۔ نشیہ ہی یہ میرے کسی اوجھد پتھ کا ہی پرچھے ہے۔ اے شری رام! میں آپ کی استستی کرنا نہیں جانتی۔ تو بھی آپ اپنی استستی میری طرف سے خود کریں اور اپنی دیالیتا سے مجھ پر پست ہوں۔

اس طرح بیتا اچھت ست کاربانے اور استستی کے جانے پر بھگوان رام شوری سے لو لے کہ اے بھامنی! پش استری کا بھید یا جاتی مل گئے اور درن آئٹم ان میں سے کوئی بھی میرے بھجن کے کارن نہیں میرے بھجن میں کارن تو کھنن میری بھگتی ہے۔ جو میری بھگتی سے بے مکھ ہیں۔ وہ انت بیگیہ اندھن دان پتھیا یا ویدا دھین آدی گوروں سے بھی مجھے پا نہیں سکتے۔ اس لئے اے بھدرے میں پکھشپ سے تمہیں اپنی بھگتی سے کسی کئی ایک سادھن درن کرتا ہوں۔ تم انہیں دھیان سے سٹو۔ اے پاٹھک گن وہ سبھی سادھن مل کر ہی تو دھما بھگتی کے نام سے کہے جاتے ہیں۔ جنہیں اب ہم بالترتیب ادھیاتم لاماں کے مول پانچ شکلوں کے ساتھ نروپن کرتے ہیں۔ خدا دھیان دیں:-

‘सतगुरुतिरेकात्र साधनं प्रथमं स्मृतम् । द्वितीयं मत्कथालापस्तृतीयं मदुत्तरणम् ॥ (१)
चारव्यातत्वं मद्रुचसां च चतुर्थं साधनं भवेत् । आचार्योपासनं भद्रे मद्रुहयामासया सत्त्वा
पश्चमं युष्यशीलत्वं यमादि नियमादि च । निष्ठा मत्पूजने नित्यं षष्ठं साधनमीरितम् ॥ (२)
मममन्त्रोपासकत्वं साङ्गं सप्तमुच्यते । अद्वैतेष्वाधिका पूजा सर्वभूतेषु मन्मतिः ॥ (३)
वाह्यार्थेषु विराहित्वं शमादि सहितं तथा । अष्टमं नवमं तत्त्वविचारो मम भाषिणि ॥ (४)
(५)

ترجمہ :- اس نو دھما بھگتی پر کرن میں پہلا سادھن ست سنگ یعنی سادھو سنگتی ہے۔ پھر میری کھتاؤں کا درن کرنا دوسرا سادھن ہے۔ میرے گوروں کی پیر جانیسرا اور گیتا اپنشد آدی میرے دانہ کی دیکھا کرنا چوتھا سادھن کہلا تا ہے۔ اے بھدرے اس طرح اپنے گورو دیو کی نشکپٹ ہو کر بھگوت بدھی سے سیدہ کرنا پانچواں سادھن مانا جاتا ہے۔ پوتہ سبھاؤ۔ نیم نیم آدمی کا پالنے اور میری پیر میں پریم سا تو اں سادھن ہے۔ پھر میرے بھگتوں میں مجھ سے بھی ادھک پوہا بدھی رکھنا اور تمام پرائیوں میں میری بھاؤ ناگزیر

باہمیہ پدارتھوں سے دیگر ادم اور شتم دم آدمی سمپن ہونا یہ آکھواں سادھن کہلاتا ہے۔ اور پھر آخر میں تنو دستو کا دھار کر نایا میری بھگتی کا ناناواں سادھن ہے۔

اے بھامنی! اس طرح میری بھگتی پر اپنی کے یہ نو سادھن مانے جاتے ہیں۔ جس کسی کے اندر بھی یہ ادب رکھے ہوئے سادھن ہوتے ہیں وہ پُرش ہو یا استری اس کے انتہہ کرن میں میری اس پریم لکھت نا بھگتی کا ادب بھادو ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ ساتھ اسے میرے دستو سروپ کا بھی ادب بھادو ہوتا ہے۔ اور وہ اسی جنم میں اس سنسار کھلجنگ سے چھوٹ کر مکتی لا بھر کر لیتا ہے۔ یوں یہ میری بھگتی میرے سروپ کے گیان دوارہ مکتی میں کارن ہے۔ مگر جان لو کہ ادب بتلائے ہوئے تمام بھگتی کے سادھنوں کے اندر ست سنگ ہی سب سے اتم اور پردھان سادھن نشیچہ کیا گیا ہے۔ جسے سادھنوں کی گفتی میں سب سے پہلا استھان ہے۔ چنانچہ جس ہر شے میں ست سنگ کی لچی اور پریم جاگ جاتا ہے۔ وہاں نرسند ہیرہ دوسرے بھی سادھن دھیرے دھیرے چلے آتے ہیں۔ جس طرح پلنگ کے ایک پائے کو کھینچنے پر باقی تینوں بھی خود بخود کھینچے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح جہاں بھی ست سنگ کے لئے ٹہپ پیدا ہوتی ہے۔ وہاں دوسرے سادھن بھی آہستہ آہستہ آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اور اور سادھنوں کی ایک پیشا ست سنگ کو مہان گورو ہے۔ اتاہ اے بھو! بھگتی مارگ پر اور بھونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو نیم سے ست سنگ کرے۔ باقی جو میری کتھاؤں کی حسب ہوا اور گن گاتن نیز گیتا اپنیشنا دی اور شش گرنھوں کی ویاکھیا میں وغیرہ جو اور اور بھگتی کے سادھن نو دین کہے ہیں۔ وہ سب کے سب آدمی کو ست سنگ کے اندر ہی مل جاتے ہیں۔ کیونکہ ست سنگ ایک ایسا دشاں پریم کشیت ہے کہ اس میں یہ بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو آپاریہ کی ایشور بھگتی سے اپنا سنا پانچویں بھگتی کہی ہے۔ وہ تو یقیناً سب پر شاردھ کا مول منتر ہے۔ بجز اس کے تو ہندھی ہی نامکن ہے۔ اس لئے نشکیت بھاد سے سادھک کو گورو کی سید اکرم میں ہمیشہ لگے رہنا چاہئے۔ سچ تو یہ ہے کہ تمہاری سینکڑے برسوں کی گورو بھگتی پر ہی پر سن ہو کہ راج میں تمام رشی مہی اور تپسوی مہاتماؤں کے انترم چھوڑ کر تمہیں ہی کہتا رہے کہ تم نے کیا ہوں۔ تم اس سے ہی دوسرا لگاؤ کہ گورو بھگتی پر رات دن پختہ پرکتن ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو (۱۱) دھرم پر اپنیشنا (۲) پوجا اور چاکریا لوگ۔ (۳) میرے نام کا جب (۴) میرے بھگتوں میں مجھ سے ادھک ستکار کا بھادو (۵) شتم دم آدمی ویراگ اور (۶) سرب پرانیوں میں سم درشی یہ سبھی میری بھگتی کے دوسرے انگ ہیں۔ سوا انہیں بھی پہلو پہلو بہرا رکھنا چاہئے۔ وہ تو سچ سچ پھل روپا ہی میری بھگتی ہے جو تمام سادھنوں کا ثمر ہے۔ یوں یہ سادھن اور پھل روپا میری بھگتی نو دھار کا رنگی کہی جاتی ہے۔ جو میں نے تمہیں سناگ اپانگ کہی ہے۔ اب تم بتلاؤ اگر تمہیں میری پریا سیتا جی کے سمبندھ میں کچھ بتے ہو کہ اُسے کون لے گیا ہے۔ اور وہ اس وقت کہاں ہے۔ ناظرین اس طرح سروگیہ اور سرب دت ہو کہ بھی بھگوان نام نے اپنی بھگتا شوری کو آدر دیتے ہوئے سیتا جی کے ہاتھ میں پکھیا جسے شوری نے بھی جسے گورو بھگتی سے ہی سب سروگتا حاصل ہو چکی تھی۔ سب بات بتلا دی جس پر کہہ کہ دادن اُسے ہرن کر کے لے گیا تھا۔ اور وہ اس وقت لنگا میں تھی۔ بلکہ اُس نے اس کی پراپتی کے لئے بھی سگر لیا آدمی سے متر کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ٹھیک اس کے مطابق ہی شری نام جی بعد میں سگر لیا ہونا آدمیوں سے ملے۔ یہ کتنا سبب لامتن میں پرستد ہے۔

لیکن گو سوامی تلشی داس جی مہاراج نے جو ”نو دھار بھگتی“ کا پرکرن شری رام چرتا نام میں نو دین کیا ہے۔ اس پر بھی فقو ٹی درشتی دیوں۔ وہاں یہ آدنیہ کا نام میں نو دین ہوئی ہے۔ اور اس کے متعلقہ چوپائی اور دوہرا یہ آتے ہیں

چوپائی۔
پرتم بھگتی سنتن کر سنگا
دوسر رتی مم کتھا پر سنگا

دوہرا:-

گور وینکج سیوا تیسری بھگتی اماں
چوتھی بھگتی تم گن گن کر تھی کیٹ سچ گان

چوپائی:-
منتہر جب تم درڑھ و شواشا - پیچم بھجن سو وید پر کاشا
چھٹ دم شیل ورت ہو گیا - نرت نہ منتہر سجن دھرم
ساتویں سم موہے مے جگ نکھا - موئے سنت ادھک کر لکھا
آٹھویں بیتھ لا بھ سنتوشا - سُننے ہوں نہیں دیکھیے پر دوشا
نوم سرل سب سن چھل مینا - تم بھروسے پیسے ہر شے نہ دینا

تو ان چوپائی اور دوہرا کے ساتھ ادھیاتم رامائن کے مول شلوکوں کا صرف اتنا ہی بھید ہے کہ ادھیاتم رامائن میں ہر شے وید دیاس جی نے یم نیم آدی سادھی پریت اور ششم دم آدی پتیشٹھے سادھن سے لے کر تتو و چار پریت الگ دو سادھن مانے ہیں جن کی جگہ پرگوسوامی جی نے "یتھالا بھ سنتوش" اور "رام چوین و شواس" (بھروسے) یہ دونوں لے لئے ہیں۔ اردہ شاید اس لئے ہے کہ چونکہ یم نیم آدی لوگ اور تتو و چار دونوں نہات اور بچے دس کے سادھن ہیں۔ انہوں نے کلیک کے پرائیوں کا ان میں ٹھیک ٹھیک ادھیکار نہ دیکھ کر محوڑا سادھنوں کے اندر پر یورتن کر دیا ہے۔ اور ایسا ان کا گنا نہات واجب ہی تھا۔ اس کے علاوہ ادھیاتم رامائن کے شلوکوں اور تلسی رامائن کی چوپائی وغیرہ میں اس نو دھا بھگتی کے بارے میں زیادہ فرق نہیں یعنی سب سمان ہی ہے۔ ہاں اس قدر خیال ضرور کر لینا چاہئے کہ گوسوامی جی نے تو اسے نو دھا بھگتی کے نام سے بتلایا ہے۔ اور ادھیاتم رامائن میں مٹری وید دیاس جی نے یہ سب "بھگتی کے سادھن" کہے ہیں۔ اس لئے جان لو کہ اگر یہ سبھی بھگتی کے سادھن ہوں۔ تو پھر اس صورت میں بھگتی سے مراد گیان روپ "برا بھگتی" یا "پریم لکھشا بھگتی" ہی ہوگا جو یقیناً تمام سادھنوں کا پھل سرور ہے۔

باقی اشارہ یہاں یہ بھی سنگیت کر دینا نہات ضروری ہے کہ کیولیک بھگتی کے اندر فقط گیان کو ہی سادھنا ہے۔ بھگتی کو نہیں۔ بھگتی تو کیول انتہ کرن کی شدھی کا ہی ہیئت ہے۔ یا پلوں سمجھو کہ وہ پر میرا روپ سے ہی موکش میں کارن ہے۔ برا کہنا نہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جس طرح انتہ کرن کی شدھی بھگوت بھگتی سے ہوتی ہے۔ دوسرے کسی بھی سادھن سے نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ یہ بات اوپر شور کے ہے کہ کرن میں اچھی طرح بتلا دی جا چکی ہے۔ تو بھی ہو کش کا سادھن فقط گیان ہے۔ اور یہ چار کیول کلینا نہیں۔ یہ بات وید کے آدھار پر ہی ہم کہہ رہے ہیں۔ دیکھیے سنو بیتا شتر اپنشد جو اپنشدوں کے اندر منتہر بھاگ ہے۔ اس کا ایک منتہر کیونکر کہنا ہوا اس امر کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ وہ منتر یہ ہے:-

"ज्ञानादेव तु कैवल्यं कृते ज्ञानात् न मुक्तिः ।
तमेव विदित्वा तिमृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यते इत्ययम् ॥"

یعنی گیان سے ہی کیونکہ یہ ہے۔ بنا گیان کے ممکنہ نہیں۔ اُس پر ماننا کہ جان کر ہی امرت تنو کو پراپت کر سکتا ہے۔ بغیر گیان کے ممکنہ نہ ہو اور داہ نہیں +

یوں وید نے گیان کے ہتھ کو درشتا تے ہوئے ایک ہی منتر میں ودھی اور شیدھ پر کر یا کے دواہ ایک ہی بات کو چار بار دہرایا ہے۔ اس لئے اس کے اندر مطلق شک کی گنجائش نہیں۔ اور نہ ہی اس امر پر دوا کرنا واجب ہے۔ باقی بھگت بھگتی چونکہ انتہہ کرنے کی شہ رہی کے لئے ایک ہی اسادھارن کا دن مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ بھگتی کے تمام آچاریوں نے اسے سوکار کیا ہے۔ اور پھر اس یوگ میں اسے چھوڑ کر اسادھارن بھی ہو نہیں سکتا۔ ہر سادھک پر لازم ہے۔ کہ وہ چیت شہی کے لئے ادگیان کا ادھیکاری بننے کے لئے اسے ہی اپنے عملی جیون میں لاتا ہے۔ یوں جب اس کے شغل سے قلب شہ اور پو تو ہو جائے گا۔ تو وہ خود بخود ہی نرمل درپن میں ابھاس کی طرح ادھیشٹان پر ما آئیں ہو جانے سے برہم آتما کا ابھیدگیان ہو جاوے گا۔ چنانچہ یہی بھگتی ادگیان کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور یہی نفا مطلوب +

ادم شرم
شری راجندر رائے نمہ !

کلامِ ہم

کیا فائدہ گر تو نے سدا ہم کیا مال
آیا تھا تو دونوں ہاتھ خالی تھے ترے
دلائی میں کو تلوں کی یوں کالے ہاتھ
مفلس کی طرح امیر کو بھی اک دن

کیا فائدہ گر مل بھی گئی عزت و جاہ
وہ بھولے ہیں راہ پہنچے کب منزل پر
یہ جاہ و مناصب نہیں کام آئیں گے
ہوں اہل مناصب کہ ہوں نا اہل رذیل

یوں دشت ہوس میں ہو نہ ہرگز گمراہ
ہے ایسے مناظر یہ فقط جن کی نگاہ
جب نزع کے وقت ہو گیا حال تباہ
دنیا دونوں کے واسطے فانی ہے

من ہر دے میں جوت جگا دو

(انصوت رسالہ پوری)

مجھ بربہن کی دھیر بندھا دو مڑی کی اک ٹیر سنا دو
کنول پھول کے رنگ میں چھپ کر اپنا روپ دکھا دو
من ہر دے میں جوت جگا دو

رسیا

من ہر دے میں جوت جگا دو
تکتے ہیں سب راہ تمہاری بیکل ہیں سب نر اور ناری
نینوں کی سندھ پیاپی سے سب کو جسم پلا دو
من ہر دے میں جوت جگا دو

رسیا

من ہر دے میں جوت جگا دو
تیری راہ میں میرا گھر ہو تیرے در پر میرا سر ہو
پھنسی ہوئی ہے ناؤ بھنور میں بھگون پار لگا دو
من ہر دے میں جوت جگا دو

رسیا

من ہر دے میں جوت جگا دو
من بگیا میں چھپی تمہاری ایسی چھپی پرتن من واری
سندھ روپ دکھا کر بھگون مجھ کو مست بنا دو
من ہر دے میں جوت جگا دو

رسیا

من ہر دے میں جوت جگا دو

جگیا سوسادھکوں چند اشائے

(لالہ کاشی رام جی چاد لہ)

(۱) جیون کی بنیاد ان دوستوں پر رکھو یعنی:-

(۱) سادہ زندگی (۲) بلند بینا لات

(۳) جیون کی سچھلتا کے دو گریں -

(۱) نمرتا (۲) سبوا

(۳) رنج و راحت - نفع نقصان - شاد کامی ناکامی پنیہ پا
یہ سب ہمارے من کی اچھ ہیں۔ لافانی سچی راحت کا چشمہ وہ ایک ہی
ذات ہے۔ جسے سچرا اندھتے ہیں اس کے ساتھ جڑنے سے دونوں
باقی نہیں رہتے۔

(۴) بھگوان ہی ہر ایک دوستوں میں لیکن پھر بھی اپنے آپ کے اس کا
پیر اور سبک سمجھو۔

بھگوان ایک راز ہے۔ لیکن ایک کھلا راز۔ سیتہ پریم
اور آندرا اس کا سر پہ ہے۔

(۵) زندگی بالطف اس طرح بن سکتی ہے کہ سر میں پریم
ہو۔ خود غرضی نزدیک پھلے پر حالت میں خوش رہنے کا سو بھائیے۔

(۶) ہمیں بعض دفعہ اپنی بڑائی اور اچھائی کا ٹھنڈ پڑ جاتا ہے۔ مگر
رہے بڑی اور اچھی ذات اسی ایک پر مشور کی ہے۔

(۷) جس شاکو یا کما جاتا ہے وہ بیمار امن ہی ہے من ہی دگر
ہیں اچھائی اور بڑائی دیکھتا ہے۔ اور من ہی حالات کو خوشگیا

بنا کر رنج و راحت کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

(۸) منیشہ اس سے دگھی ہوتا ہے تبونکہ وہ بیرونی حالات اور
پدارتھوں میں سکھ کی تلاش کرتا ہے لیکن جس سکھ سے انسان کی

ہیں ترقی ہو سکتی ہے اس سکھ کی ایک رتی بھی ان اشیا میں نہیں۔

(۹) زندگی کے تمام واقعات حسب معمول ظہور پذیر ہوتے ہیں
ان میں سکھ دھ اور خوشی غمی انسان کو اس کی من کی حالت

کے مطابق محسوس ہوتے ہیں۔

(۱۰) حقیقت یہ ہے کہ سوار تھیا خود غرضی ہی سب برائیوں کی

جڑ ہے۔ منیشہ اسی عیب کے دوسروں میں تو دیکھتا ہے لیکن اپنے

اندر اس کا احساس نہیں کرتا۔

(۱۱) تبدیلی مقام یا حالات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق

پڑتا ہے۔ من کی ادھتھا بدلنے سے۔

(۱۲) دگر روپی درخت کی جڑ ہے۔ اہم بھاد "جب تک"

ہمیں چھوٹا دکھوں سے رو کی پانا ناممکن ہے۔

(۱۳) منیشہ کو یہ بات کسی حالت میں فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ سنسار میں جو کچھ

ہے پر مشور کا ہے۔ منیشہ کا کچھ بھی نہیں۔ البتہ کچھ کئی انسان پدارتھوں کا

استعمال کرے۔ منیشہ اہمنا پیدا ہوتی ہے۔ اہمنا دھ کا نتیجہ ہے۔

(۱۴) متوں - سپردایوں اور مذاہب میں جو جھگڑے اٹھتے ہیں

وہ سب سمجھی کیوجہ سے ہیں۔ ان کا کارن ننگدی ہے۔ تنگی

انسان پر کھو کو کھی نہیں پاسکتا پر کھو پریم جو بائیسکلیہ یونا چلیے۔

(۱۵) اس جیون کا بلند ترین مقصد ہے اپنی تمام خواہشات کو پر کھو

پراپتی کی ایک ہی اوج تم خواہش میں نے کر دینا اس مہان تم خواہش

کی تکمیل سے باقی بھی خواہشات از خود پوری ہو جائیں گی۔

(۱۶) شکام کرم کرنے اور آتمک شانتی حاصل ہونے پر ملی اور لا

مان اپنا۔ اُستی اور تند کے بھاوی کا فور ہو جاتے ہیں۔

(۱۷) منیشہ جم کا بہترین مقصد پریم و سب پر اپت کرنا ہے۔ اگر اس

مقصد کو بھلا کر انسان فکر و تشویش - شک و شبہ اور خوف و خطر

سے بھری زندگی بسر کرتا ہے تو وہ منیشہ جم کے گم رہے بہا کو

مفت میں ضائع کر رہا ہے۔

(۱۸) یہ منتر یاد کرو۔ سستہ نہ ہو۔ بھہ نہ ہو اور چٹان نہ ہو اور

اس منتر کو عملی جامہ پہناؤ۔ بس پھر کھ اور شانتی بچھے پچھے

بھاگے پھر میں گے۔

سب اونیچ پریم گانی

دیر بودھن کے میوہ نیا گے
ساگ، بدھ بھگت کھائی
جو کھٹے پھل شورسی کے کھائے
لوہ بدھ سواد بتائی
پریم کے بس زپ سیوا کینی
آپ نے کھائی
راجسو گیکہ بدھ کینی
تا نہیں جو کھٹے کھائی
پریم کے بس پارتھو کھائی
تھوڑا لکھے کھائی
ایسی پریت پریمی برندان
گوہن ناچ کھائی
سو کور اس لائق ناہیں
کہتے لک کرے بڑائی

اب تم کب سمر و گئے نام

جیوڑا دو دن کا مہکان
اب تم کب سمر و گئے نام
گم بھاپنے میں کھاتھوڑا
بگل ہو آسے ایسکان
بال پنے میں کھیل گنوا
نارن پن میں کا م
برودھ پنے میں کا پن لاگا
بگل گیا ادھان
جھوٹی کا یا جھوٹی ماما
آخر موت نادان
کہتے کبیر سنو بھائی سادھو
پہیں چھوڑا میکدان
اب تم کب سمر و گئے نام

گائتری منتر

(پنجابی میں)

از قلم
شری منشی دھرو دیو

سکل جنگت دے پران آدھرا سوامی دکھ ہرن تے ٹیکھ سروب الشو
سرت جیت آنند ہو سمر و دیانی سمر و گے دانار لوب الشو
سرو جنگت دے آپیتی کرن ہارے سرو پتا مانا پوشن بھرن ہارے
ہارے پرکاشن ہن آپ ہی توں سور یہ چند تارے پرانی مانتر ساہے
پریمو آپ ہو پوجنے یوگ سبک دے شش و دل و گیان سروب الشو
سہرت پریم بھگتی اس میں دھبیکان دھرتی سدا آپ ہی اہیروب الشو
پتا بینتی ایہہ سو بیکار ہووے کہ پادھک ر سدا ہی پروان کجھے
شعبہ کرم مال دے دج پرورت لہے خپرین پریم ہی اپنا دان دینجھے

پریم حقیقی

(از قلم شری بھاگ مل سیانی)

بقول ایک ہیاتا سیح عج پریم اور بھگتی سے بہرہ ور ہونا بڑی سے بڑی بات ہے۔ سچی بھگتی ایک زندہ طاقت ہے جس کے ذریعہ بھگت پتھر سے بھی بھگوان کو باہر کر سکتا ہے۔ پریشور پریم ہے۔ اور پریم پریشور ہے۔ اس لیے جب یہ بھی طرح دل میں جاگ اٹھتا ہے۔ تب یہ طوفان آب کی مانند بہتا ہوا تنگ دلی جہالت، خوف، شک، اور خود غرضی کو بہا لے جاتا ہے۔ اور پریم کے سوا اور کچھ باقی نہیں چھوڑتا، محض پریم ہی دل میں براجمان رہتا ہے۔

واہ رے عشق کہ منہ دو نہ مسلمان ہے تو
سب کے سینے میں ہے موجود وہ طوفان ہے تو
عالم منہی و افاط سے بالاتر ہے شری ذات
جو سرب نہ کبھی آیا وہ ارمان ہے تو

(دکھن عرفانی)

آج کل عام لوگ محض مندروں اور گوردواروں میں حاضری لگوانے اور باہر کی بلبلاہٹ - گریہ و زاری اور آنسوؤں کے نائن کو دکھائی دیتے ہیں۔ دل میں سچائی، پریم، نیکی وغیرہ کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ محض بے سمجھ لوگ باہر مندر رکھ کر کے ان میں بھگوان کی مورتیاں ستھاپن کرتے ہیں۔ لیکن بھگوان کا حقیقی اور سچا مندر بیمار دل ہے اگر اس میں بھگوان کا باس نہیں ہے تو باہر کے مندر ایسے کاغذی پھول ہیں جو کوئی اصلی زندگی اور خوشبو نہیں رکھتے۔ باہر کے مندروں کو چراغوں سے مزین کرنا اچھا اور مفید نہیں جتنا اپنے دل کے مندر میں گیان اُجالا کرنا اگر تم یہ جانتے چاہتے ہو کہ آیا بیمار سے دل کے مندر میں بھگوان بستے ہیں یا نہیں تو اپنے دل میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ آیا اس میں نیکی، پاکیزگی، سچائی، بھلائی، پریم وغیرہ موجود ہیں یا دھوکہ، فریب، مکر، ریاکاری، بدی، جھوٹ وغیرہ ہے۔ کیونکہ جہاں بھگوان بستے ہیں۔ وہاں باپ کی سماں نہیں دہاں جھوٹ فریب وغیرہ کا کچھ دخل نہیں۔ جہاں دل میں بھگوان نہیں بستے۔ وہاں زندگی ضرور ہی اپوترا، ناپاک اور باپ آلودہ ہوتی ہے۔ اس لیے پریم حقیقی کے سلسلہ میں روزمرہ کے کاموں میں پاکیزگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے خیالات، جذبات اور خواہشات کا نہایت غور سے امتحان کرنا چاہیے۔ شری کرشنا مورتی نے سچ کہا ہے کہ اگر تم مندروں، گرجاؤں یا دیگر عبادت گاہوں میں جا کر یہ خیال کرتے ہو کہ تم پوتر اور پاکیزہ ہو گے ہو۔ لیکن کیا وہ پاکیزگی تمہاری روزانہ زندگی کی کسوٹی کو سہ سستی ہے؟ اگر نہیں سہ سستی تو وہ محض نمائشی اور مردہ ہے۔

بقول ہیاتا سیح: انسان کا دل ان چار باتوں سے میلہ ہو جاتا ہے۔

۱) لذات بپردہ کی خواہش

۲) زمین کی خالی چیزوں میں دل بستگی

۳) اپنی قدر و منزلت کا خیال۔

۴) اپنی شخصی زندگی کے قیام کی تمنا۔ پس ان چار فاسد جذبات سے تمام پاؤں اور دھکوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ان سے دل کو صاف کرو۔ پھر وہ سیدہ ملیگا۔ جس میں تبدیلی اور تفریق کو دخل نہیں۔

مطلب یہ کہ جب انسان اندر دنی طور پر پاکیزہ اور پور ہو جاتا ہے۔ تو بھگوان پرستہتی یا بھگوان کے درشن یوگ کے لئے اور کسی قسم کے سادھن تپ وغیرہ کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ شیشے کا رنگ، دُور پوتے ہی سورج بھگوان آپ ہی درشن دے دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں پریم پنس رام کرشن فرمایا کرتے تھے۔

یہ کس طرح جانا جاتا ہے۔ کہ بھگوان کسی فنش کے دل میں پردیش کرنے والے ہیں؟ جس طرح سورج چڑھنے کے پہلے پر بھات نمودار ہوتی ہے۔ اسی طرح دل میں بھگوان کے بنے سے پہلے خود انکاری۔ پاکیزگی۔ پوترتا۔ پریم۔ نیکی وغیرہ ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

جس طرح ایک راجہ اپنے ملازم کے گھر میں جانے سے پہلے اپنے سٹور میں سے بیٹھنے کی چیزیں، سجادہ کا سا اور خوراک وغیرہ اس لئے بھیجا کرتا ہے۔ کہ وہ ملازم اپنے مالک کی پوری تعظیم و تکریم کے قابل ہو۔ اس لئے بھگوان بھی جس دل میں بسنا چاہتے ہیں پہلے اُس میں اپنی پوجا کی ساگر۔ پریم، شردھا اور دند اس بھردیا کرتے ہیں۔

اگر ہمارے دل میں سچائی، نیکی، بھلائی، پریم، محبت وغیرہ بڑھ رہی ہیں۔ تو ہمارا حقیقی پریم بیدار ہو رہا ہے۔ اور اگر دل میں بدی اور جھوٹ کی ترنگیں اور انگٹیں اٹھ رہی ہیں تو ہم حقیقی پریم سے دُور پوتے چلے جا رہے ہیں۔ یعنی محض پوتر دل میں ہی پنیہ سڑدپ بھگوان اپنا پرکاش کرتے ہیں۔

جیسے صاف اے داغ اے رنگ اور سموار شیشے میں چیزوں کا پورا عکس پڑتا ہے۔ یا جھیل تالاب کے نرل اور ساکن جل میں ہی ارد گرد کے شاندار اور بلند نظاروں اور آسمانی عجاہات کا عکس خود نمودار ہو پڑا کرتا ہے۔ ایسے ہی دل و دماغ جسمانی عادات کے گہرے پن اور دنیاوی خواہشات اور حیوانی جذبات کے ابھاروں سے خالی اور شانت ہونے پر ان میں پربھوکا عکس پڑتا ہے۔ دل کے پوتر اور نرل ہونے کی ہی دیر ہے۔ بھگوان کے درشن یا ملاپ کی دیر نہیں۔ پوتر تا کی خوشبو پھیلانے والے کیرجی نے سچ کہا ہے۔

کیر من نرل بھیجا جیسے گنگا نیر ۴ پاچھے لگ پری پھرے کہت کیر کیر

سچا بھگت اپنے وجود کو بھگوان کے حوالے کر کے دائم اس کے دھیان میں مگن رہتا ہے۔ وہ نہ محض شکام کرموں کو ترک کر دیتا ہے بلکہ اپنے اندر لب کرموں کا کرنے والا بھگوان کو ہی جانتا ہے۔ یعنی کرم بھل کی داسنا اور کرم ترکو ابھان دونوں ہی جاتے رہتے ہیں۔ اور وہ اپنے اندر اور باہر اُس کی لیل دیکھا کرتا ہے۔ جہاں تک کہ وہ بولن بھی اپنے طرف سے نہیں مانتا بلکہ بھگوان کی کشش کو ہی اپنے اندر سے الفاظ کو باہر کرنا جانتا ہے۔

(گورو ناتھ دیوی)

یعنی جب بھگت اس برترین سچائی "ہماری زندگی کی چابی انشریامی پُرش کے ہاتھ ہے" کو نہایت مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔ تو بھگوان اس کے اندر کی چھپی ہوئی برائیوں کو خود ہی رفع کر دیتے ہیں۔ اور اس کی وہ نظر کھول دیتے ہیں جس سے وہ صاف طور پر دیکھ لیتا ہے۔ کہ وہ بھگوان کا ہے۔

اس درجہ عالم میں اٹھنے پر بھگت اپنے آپ کو فاعل نہیں سمجھتا۔ بلکہ اپنے فعل خیال اور خواہش کی تہ میں بھگوان کا فعل دیکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو بھگوان کے ہاتھ کا ایک نیر کی مانند جان کر ایشور اچھا کے مطیع ہو رہتا ہے۔ اُس کا بھگوان دلائل کے نتائج میں موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے وجود کی تہ میں پوش کی پوش۔ عقل کی عقل۔ نظر کی نظر اور جان کی جان محسوس ہوتا ہے۔ اور دیکھتا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ سب کا سب ایک ہے۔ کل موجودات میں ایک ہی ہستی ہے۔ ایک ہی طاقت ہے۔ ایک ہی فاعل ہے۔ ایک ہی زندگی ہے۔ وہی کھیل ہے۔ وہی کھلاڑی ہے۔ وہی دشو روپ ہے۔ یہاں سے دوسرے جیون کا ظہور ہوتا ہے۔ یعنی اُس کا وجود بھگوان کا اور اہر مطیع بن جاتا ہے۔ اور اپنے وجود کی نیتی کے آئینے میں سدا بھگوان کی ہستی کا دیدار پاتا ہے۔

توانگری، افلاس، کامیابی، ناکامیابی، جیت ہار زندگی موت میں یکساں حال رہتا ہے۔ کوئی حالت بھی اس کا یوگ بھنگ نہیں کر سکتا۔ وہ ہر حالت میں شانت، تسخنت اور لوگ ٹیکت رہتا ہے۔ ترقی اور زوال اُس کی پوجا کے پھول ہوتے ہیں جاگرت۔ سوپن اور سوچنی کی تینوں حالتوں میں بھگوان میں لگا رہتا ہے۔ آنکھیں کھلی یوں یا بند وہ دائم پوجا میں لگن رہتا ہے۔ غرضیکہ اُس کا سدا جیون ہی پوجا ہے ہوتا ہے۔ یہ روحانی جیون زبان سے ادا پر ہے۔ اسے بوجھ بیان کرنا ممکن نہیں۔ ہاں اس کی طرف محض اشارات دیئے جاسکتے ہیں۔

یقینہ گیتا سار:- صفحہ ۱۴ سے آگے!

سوار کھ کی کوئی اچھا نہ ہو رہے پوتر ہر پرکار
اپنا جو کرتویہ ہے اس کے دشمن ہو پورا ہیشار

پکشیات نہ اپنے من میں کسی طرح کا وہ لائے۔
من ہو اتنا شانت کہ وہ نہ کسی بھی دکھ سے کلپائے

کرتاپن کا کسی کرم میں یونہ اس کو کچھ ابھیمان
ایسا ہو جو بھگت چادلہ پر بھوکا پیارا اس کو مان

(باقی پھر)

اپنے جیون کو اودھا کرنے کے لئے "بھگت پریم انک" کا مطالعہ کریں۔ قیمت - 2/8/-
ملنے کا پتہ:- پبلشر رسالہ ادم اجیری گیٹ دھلی ۵۶

مسلسل

قسط ۱

گیتا سار

از قلم لالہ کاشنشی رام صبا چاولہ لدھیانہ

ارجن نے پوچھا:-

جو آپ کا پیارا بنتا چاہے یا آپ کا پیارا پہلے ہو
میں کن گنوں سے ہوگا ایسا پر بھو مجھے یہ بتلا دو۔

بھگوان کرشن بولے:-

کسی پرانی سے دلکش کرے نہ سوار تھ رہیت ہو سب سے پیار
دیا کرے وہ جیو مائثر پر کرے کبھی نہ اسیا چار
موتہ ممتا سے دُور رہے اور من میں ہووے نہ منکار
لکھ یا دکھ کے آنے پر وہ سمٹا رکھے ہر پرکار
کسی سے جو اپرا دھ ہو جائے ابھے دے اس کو کشما کرے
لا بھ ہوئے یا ہوئے ہانی سدا ہی وہ سنتوش دھرے
پر بھو کے دھیان میں لگا ہوا وہ من اندر سے کرے ادھین
الیشور میں دشواش ہو پکا نشٹا ہو نہ اس کی کشین
من بُدھی کو پر بھو ارپن کر بھگت پر بھو کا بن جائے
دھاران کرے جو یہ گن سارے پر بھو کا پیارا کیلا
اور بھی جن جن گنوں سے مائش بنتا پر بھو پیارا ہے
وہ بھی ارجن سن لے اب تو جو دستار کہ سارا ہے
لپنے شبدوں یا کرموں سے آور کو جوش دلائے نہ
آپ بھی دُوسروں کی باتوں سے جوش کے اندازے نہ
لا بھ ہونے پر پھول نہ جائے کرے نہ کسی سے ایرشا ڈاہ
بن نشپاپ بنے وہ نیز بھے اور ہو مست اور بے پرداہ
بھلا بُرا ہو جیسا کیسا اس سنار میں ہو سو ہو
پرشار تھ تو کرتا جائے کنتوشانتی دے نہ کہ

ایک مہمان کا پرساد :-

بھگتی لوگ

(لالہ جگن ناتھ جی کھنہ بی۔ اے بی۔ ٹی)

شرید بھگوت گیتا میں جہاں نشکام کرم، اور چپ آدمی کو یوگ ہی کہا گیا ہے۔ دہاں بھگتی کو بھی یوگ مانا گیا ہے۔ اور بھگوان نے اس بھگتی یوگ کے سمبندھ میں بہت کچھ کہا ہے۔ اور اپنے بھگتوں کی بڑی پرشنا کی ہے۔ جن کا ذکر آگے اس لیکچر میں آئے گا۔ بھگوان کے چرنار بند سے پریتی انیک صفتوں میں کئے گئے شہد کرموں کا پھل سمجھا جاتا ہے۔ ایک ہی جنم میں اور ایک دم منشیہ کے پردے میں یہ بھاد اپن نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے جنم جنماتروں میں ہی تین کرنا پڑتا ہے۔ بھگوت پراپتی کی شجہ اچھا پرائیوں میں بہت کم پیدا ہوتی ہے۔ شرقتی ایسا مانتی ہے۔ اس لئے بھگوان کے بھگت بہت ور لے ہوئے ہیں۔ ویسے بدھی مان تو کئی ہوتے ہیں لیکن وہ بدھی کا پروگ سنساری دشیوں میں کرتے ہیں اس کو بھگوان کی پراپتی کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اس طرف سے بیکھر رہے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیاوی پرواجنوں کو تیاگ کر اپنا من اس طرف جٹا دیتے ہیں۔ وہ بڑے بھاگتہ شالی ہوتے ہیں۔

منشیہ جو کرم کرتا ہے۔ اس کا پھل اُسے ادشیہ ملتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ پھل کرموں کے انوروپ یعنی ان کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ اگر کا منا چھوڑ کر کوئی کرم کیا جائے جسے نشکام کرم کہا جاتا ہے۔ تو اس سے پردے کی دشدھی ہوتی ہے۔ اور بھگوت پراپتی کی اچھا پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسے منشیہ ہوتے بہت کم ہیں۔ رامائن کہتی ہے کہ ہزاروں منشیوں میں کوئی ایک ہی پرش دھرم دھاری اپن ہوتا ہے۔ اور کروڑوں دھرم شیلوں میں کوئی ایک ہی دیراگ دان دیکھنے میں آتا ہے۔ شرید گیتا میں بھی ایسا ہی کہا ہے۔ ”منشیہ نام سپسریشو“

بھگوت کھتا سنتے سنتے ایک پامر پرش کے پردے میں بھی یہ باتیں آ جاتی ہیں۔ اور بھگوان کو جاننے کی اچھا پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک سادھارن دنیا دار یا سنساری پرش کے پردے میں بھی یہ بھادنا پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا میں کچھ نہیں ہے تو دھوکے کی ٹٹا ہے۔ لیکن یہ بھادنا کھشک ہوتی ہے۔ پھر پرینچ میں پڑ جانے سے ایسی بھادنا بھی کمزور ہوتے ہوتے بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ گندی نالی کے کیرٹے کی طرح اس میں شکھ ماننے لگ جاتا ہے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ ست سنگ کے پر بھاد سے اور اس کے منت سے یہ بھادنا پس اپن ہوتی ہیں لیکن ست سنگ نہ ہونے اور دنیاوی پرشوں کے سنگ سے پھر دی حالت ہو جاتی ہے جو پہلے تھی۔ اصل میں یہ داستوک اور سچی بھوک نہیں ہوتی۔ جھوٹی بھوک ہے۔ جیسے ٹائیٹفائیڈ یا کسی اور رنگ میں محسوس ہوا

کرتی ہے۔ لیکن اگر ایسی حالت میں بھوجن کر لیا جائے تو اُس سے ہانی ہوتی ہے۔ اور ننگھن (خافہ) کرنے سے دستوں کو بھوک پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پختہ سے تھوڑا تھوڑا بھوجن کرنے سے جھڑا اگنی پر جوت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بھوک کی پراپتی کی بھوک بھی سنساری پر نشوں میں پیدا نہیں ہوتی۔ اگر کوئی زبردستی انہیں بھگوان سے ملا دیں تو بھلے می مل لیں اور یہی ایسا ہو بھی جائے تو اُن سے اپنی چھوٹی چھوٹی دینادی خواہشوں یا اچھاؤں کی پوری کے لئے ہی پرا رتھنا کریں گے۔ یہ سب انہیں تو بھگوان سے کچھ پراپت کرنے کا ہی خیال ہوگا۔ کچھ سنساری پدارتھ، ان سے اتنی رکت کچھ نہیں۔ اور ایسے مشنوں کی پرا رتھنا میں بھی اگر کبھی وہ کرنے کی تکلیف اٹھائیں۔ مجبور ہو کر تو وہ ایک دوسرے کے وپریت اور درودھی ہوتی ہیں کیسا کہتا ہے کہ بارش ہو اور کہا کہتا ہے کہ بارش نہ ہو۔ اب بھگوان کس کس کی بات پوری کریں۔ بات یہ ہوتی ہے کہ مشنوں کو اپنی اچھاؤں پر نیشن (کنٹرول) نہیں ہوتا۔ اور یہیں چاہیے یہ نہیں کہ بھگوان ہماری سب اچھائیں پوری کریں۔ جو ہو نہیں سکتا۔ الشیور پراپتی کا سب سے بڑا سادھن ہے آستکنا اور الشیور پراکتنا، آستک بھادناؤں سے جو دیوار گیا جاتا ہے۔ اس کا کچھ آدھا ہوتا ہے۔ لیکن ناستکنا کا تو کوئی آدمی نہیں ہوتا۔ اس لئے سرور تھم تو یہی ادشیک ہے کہ منشیہ اس پر بھوک ستا کو انے اور اچھی طرح دشواش کرنے کے اس کھیل کو وہی کرنے دے ہیں۔ اپنے آپ کو تو وہ ایک منت ماتری سمجھتے۔ اس لئے جو کام کرے وہ الشیور کی پرستہ کے لئے ہو۔ ایسا کرتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے پر بھو پراپتی اپنے آپ ہو جاتی ہے۔ یہ تو اپنی منورتی اور بھادنا کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کے لئے کسی جنگل میں جا کر سادھن ضرور کیا نہیں ہے۔ جیوں کے کاریہ کھشتر میں ہی اسے یہ موقع مل سکتا ہے۔ گرسبت میں رہکر ان خیالات کو پری پک کر لینے یعنی گرسبت ہوتے ہوئے بھی اس کے پردے میں تیاگ برتی رہتے۔ اور اس کا جیوں سرور تھا الشیور پراپتی ہو۔ ارتھات وہ جو کام بھی کرے پر بھو اچھا کو پورا کرنے کے لئے، کھانا یا بھوجن کرنا وہ اپنی جیجھا کا دشہ نہ بنائے بلکہ صرت اُسے پوری کے لئے کھائے تاکہ الشیور بھجن اور الشیور پراپتی کے سادھن کے لئے شری کام دیتا رہے۔ اگر اس کے پردے میں یہ دھارنا پختہ ہو جائے کہ میں جو کھیل کھیل رہا ہوں وہ کیوں الشیوری آگیا کو پالنے کے لئے ہے۔ میرا اس سے اتنا ہی سمبندھ ہے۔ جتنا لکھنے کے وقت تلم کا ان شبدوں سے ہوتا ہے جو وہ لکھتی ہے۔ لکھ میں ہر ایک شبد لکھنی کا ہی بکھا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا نہ وہ اس کے لئے جوابدہ ہوتی ہے۔ جس طرح سے آستک لکھنے پر بھی لکھنی اُس سے بالکل الگ اور نرلیپ رہتی ہے۔ اسی طرح سے منشیہ اگر دینادی فرا لھن کو پورا کرتے ہوئے بھی اپنی بھادنا قائم رکھے تو اُس کے سب کرم، اکرم ہو جاتے ہیں۔ شری بھگوان نے گیتا میں نویں ادھیائے کے آخری شلوک میں اور اٹھارویں ادھیائے کے ۶۵ دیں شلوک میں دو دفعہ انہیں شبدوں میں فرمایا ہے۔

मन्मना भव मद्रक्तो मदयाजी मां नमस्कृत्य
मा मे वैशसि युक्तवै वमात्मानं मत्परायणः।

ارتھات : اپنے من کو مجھ میں لگا دے، اور میرا سچا بھکت بن جا۔ میرے لئے بگیا کر یا آتم بلیدان کر دے مجھے منسکار کر (بالیت کر دندوت کر) نیچے رُپ سے ایسا کرنے سے تم مجھے پراپت کر دے گے۔
سرل بھاشا میں ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے ارجن تو سب دینادی پدارتھوں سے اپنا من بٹا کر میرے

ہی عوالے کر دے۔ میری ہی بھگتی کر۔ دنیا کی ادھر کسی چیز کی پراپتی کی خواہش بالکل چھوڑ دے۔ اگر بھگوان کی بھگتی کسی خاص غرض کیلئے کی جاوے تو وہ بھگتی نہیں ہے۔ کھٹ ہے۔ کیونکہ ایسے بھگت کے من میں ایک خاص دانا چھپی ہوئی رہتی ہے۔ جو وہ پرگٹ نہیں کرتا اور ہی کھٹ ہمارا بھگوان سے پریم کرنے میں بادھک ہو جاتا ہے۔ ان سے ہمارا اسوار کھ سمبندھ نہیں بن پاتا۔ بھگوان کہتے ہیں کہ جن کے ہر دے میں کوئی کامنا یا دانا چھپی ہوئی نہیں ہوتی وہی بھگت مجھے پیارے ہیں۔ کھٹ مجھے پسند نہیں۔ دو پریمی آپس آپس میں یدی کھٹ کا دہرا کر رہیں تو پریم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے کامنا اور دانا والا پریش بھگتی نہیں کر سکتا۔ بھگوان کے لئے تو یہ کام بڑا سکم مڑتا ہے کیونکہ ان کا جلدی چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ وہ سوینگ نہیں آتے کیونکہ ایسے ارتھار بھی بھگت ان کو تو چاہتے ہی نہیں اس لئے وہ کیوں آئیں۔ انکا کام ضرور بنا دیتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بھگت بھگوان کو پیارے نہیں کیونکہ ان کے لئے تو انہوں نے کتا کے بارھویں ادھیائے میں بہت کچھ کہا ہے۔ مثلاً ستم بدھی بیکت۔ دیندانت۔ منداستی سے خوش یا ناخوش نہ ہونے والا۔ جس کو کسی چیز کی بھی اچھیا نہیں جو ہر شش شک سے رہت ہے۔ میرا مٹر کو ایک سمان جاتا ہے۔ جس سے لئے مان ایمان دکھ سکھ سنب برابر ہیں۔ جس کا من درڑھ ہو چکا ہے۔ انکیت ہے یعنی اپنے لئے کوئی خاص مکان نہیں بنواتا۔ (جیسے آجکل کے ہاتھ ماٹرے بڑے آسٹرم بنوا کر ان میں بڑے ٹھاٹھ سے رہتے ہیں) وغیرہ۔ یہ لکشن ہیں جو بھگوان کے سچے بھگت میں از خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایسے بھگت جو سوائے بھگوان کے کچھ نہیں چاہتے جو اپنے سب کرم ان کے اپن کر دیتے ہیں۔ دن رات انہیں کے دھیان اور رقتن میں مست ہیں۔ جو اپنی سب اندیاں ان کے بھجن میں ہی لگا دیتے ہیں۔ یعنی باقی سے جب۔ انگلیوں سے مالا پھینا اور ہاتھ سے بھگوان کی سیوا پو جا کرنا۔ ان کے نام پر دان دینا۔ کسی کو بھجن کرنا۔ بنیتروں سے انکی منہ پر بھی کے درشن کرنا۔ کانوں سے ان کے گناؤں اور دشنا۔ پاؤں سے ان کے درشنوں کے لئے مندر آدی یا کسی ایسے سھقان پر جانا جہاں بھگوان کے چرن پر ٹھکے ہوں۔ آدی آدی جو بھگت اس طرح سے بھگوان کی پراپتی کے لئے بت پر ہو جاتا ہے۔ دینا دی سمبندھوں سے وہ نہیں کرتا تو بھگوان فرماتے ہیں کہ ایسے بھگت کو میں بہت شیکھر سنار ساگر سے پار کر دیتا ہوں۔ اس لئے بھگوان ارجن کو جتنا دانی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہے ارجن تو ایسا من محض نہیں لگا دے۔ بدھی سے میری پراپتی کا تین کر۔ اس سے پسند یہ تو مجھے پراپت ہوگا۔ اگر تو یہ اچھا س کر کے پوگیتا ہے تو سب کرموں کو میرے اپن کر دے۔ اگر یہ نہیں کر سکتا تو کیاں دھارہ میری پراپتی کر کیونکہ وہ اچھا س سے اوجھا در جبر رکھتا ہے۔ اور اس سے دھیان نشہ ٹیونا اور بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر ان سادھنوں میں سے تم کوئی بھی کر رہن نہ کر سکو تو پھر نشکام کرم یوگ کو ہی اپناؤ۔ جس سے تھار ایشیا پار ہوگا۔ جس کا مطلب یہ کہ بغیر کامنا کے کرتے جاؤ۔ یعنی ان کے پیل کی اچھا مت کرو۔ ان کا پھل مجھے پر چھوڑ دو۔ یدی ایسا کر دے تو ایشیہ ہی شانتی کو پراپت ہوگے۔ یہ شری بھگوان کے اپنے الفاظ ہیں۔ اگر تم ان کو چھوڑ کر ادھر ادھر کسی کی رہنمائی کے لئے بھٹکیں تو پھر اس میں ددش کس کا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کاگ بھنڈی کو آٹھ سدھی اور نو بدھی لینے کو کہ گیا۔ اس نے سو بیکار نہ کیا پھر اسے کہا گیا کہ لو، البشور یہ لے لو۔ اس طرح انیکوں دستویں اسے دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ کاگ بھنڈی کو دچا کر نے پر یہ معلوم ہوا کہ اتنی چیزیں تو آپ مجھے دینے کو تیار ہو گئے۔ لیکن اپنے چرن سملوں کی بھگتی کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔ اس کے بغیر بھلا باقی دستوؤں کی کیا تدو قیمت ہے۔ بھگتی کے بغیر تو یہ سب بغیر ملک کے کھانے والی بات ہے۔ اس لئے کاگ بھنڈی جانے کہا کہ بھگوان مجھے یہ چیزیں نہیں چاہئیں۔ مجھے تو کیوں اپنی بھگتی دیجئے۔ جہاں انیہ بھگتی ہوتی ہے (یعنی ایک ہی

اشتبہ دیو کی وہاں یہ سب چیزیں سوتے (اپنے آپ) ہی آجاتی ہیں۔ جیسے سرتائیں یا ندیاں ہمیشہ ساگر کی طرف ہی بہتی رہتی ہیں اور انت میں اسی میں جا ملتی ہیں۔ جب موکش جیسی چیز بھی جو اتنی دیر بھڑے اس طرح سے مل سکتی ہے تو اور چیزوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ گو سائیں تاسی داس جی کہتے ہیں کہ رام بھگتی سے موکش بڑی سکھتا سے مل جاتی ہے۔ اور شرمید بھاگوت میں کہا گیا ہے کہ بھگتی بھگتی کی داسی ہے۔ بھگت میں لوگوں کے پاؤں کو دیکھ کر بھگتی چلی گئی تو بھگوان نے بھگتی بھیج دی ساتھ میں گیان اور دیراگ بھی جو اُس کے پتر ہیں۔ جہاں ماتا مورتی ہے دہا پتر پوتے ہی ہیں۔ کیونکہ ماتا کے بغیر پتر اپن نہیں ہو سکتا۔ اس طرح سے بغیر بھگتی کے گیان اپن نہیں ہو سکتا۔ دیراگ اس کا بڑا بھائی ہے۔ دیراگ اور گیان سے شنہ بھگتی کو دیکھ بھگتی نہیں کہا جاتا۔ بھگتی سے ایشور یہ نہیں بھوٹ سکتا۔ ا بھگتوں کو یہ پراپت نہیں ہو سکتا۔ سمپتی ان کی ہی ہے۔ جو بھگوان کے بھگت ہیں اور اُسے پنیہ میں لگاتے ہیں۔ مند و دی نے رادن کو شہجایا تھا کہ بھگوان سے بے شک بھگت پر ہماری سمپتی نہیں رہ سکتی۔ دھن کی تین گتیاں بتائی گئی ہیں۔ دان۔ بھوگ اور تاش۔ دان کرنا اس کا ٹھیک استعمال ہے۔ اس سے کم درجہ ہے بھوگ کا۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکتا ہو تو وہ دھن بھرنا ہی ہوگا۔ چور یا ڈاکو اُسے سر لپی گے اور اس بات دیکھنے میں آئی ہے کہ پاپی اور بھگوت بے شک تھوڑی دیر کے لئے سکھی ہوئے ہیں۔ اور پھر انہیں دکھ ہی بھو گئے پڑتے ہیں۔ جو پُرش پیلے ادھرم کرتے ہیں۔ تو بھگوان اُسے خوب بڑھا دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے۔ لیکن اس کے بعد ان کا پتن شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ واسو دھتری اور دے تو دھرم سے ہی پراپت ہوتی ہے۔ جیسے کہ گیتا کے آخری شلوک میں کہا گیا ہے۔

پتر یو گیشورہ کرشن پتر پار بھو دھتر دھتر دھرو
نتر شر پو دپو بھو تر دھتر داستر ہتری مہم

باقی پھر

حکیم نند لال صاحب پوری۔ راجپوت وید لکھل
پریکٹیشنر کی کامیاب ریسرچ
ایگزیمیا ایمنٹ

ایگزیمیا یا ہویا پیرانا۔ خشک ہویا پانی لگتا ہو۔
بہت جلد بھیک ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں برقم کی جلدی امراض اور پوشیدہ
رُخوں کا کامیاب علاج کرانے کیلئے مشورہ مفت حاصل

اگر آپ بڑھاپا کی مصیبت سے بچنا چاہتے ہیں اور
سوسال تک تندرست اور توانا رہنا چاہتے ہیں تو

رہبر صحت مصنف حکیم نند لال صاحب پوری

منگو اگر مطالعہ کیجئے۔ اور قدرتی اصولوں سے
صحت اور طاقت کو قائم رکھنے کے راز معلوم
کیجئے۔ جن پر عمل کرنے سے ہزاروں لوگ
صحت اور طاقت میں حیرت انگیز اضافہ
حاصل کر چکے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ
ڈاک فرج علاوہ۔ لیکن ایک ماہ کے لئے معمولی

خط و کتابت یا ملنے کا

پوری میڈیکل سلور۔ 32 مسجد روڈ مارلیٹ۔ جنگ پورہ نئی دہلی

بھگوت پریم کی سن

چونٹی سے ہاتھی تلک جتنے لگھو گورو دیس
سب کو سکھ دیو دسدا پریم بھگتی ہے ایس

تشریح :- بھگتی کئی پرکار کی ہے۔ جس کی تشریح دھرم شاستروں میں درج ہے۔ مگر سب سے اعلیٰ بھگتی یہی ہے کہ جہاں تلک ممکن ہو۔ ہر ایک جاندار کو سکھ دینا چاہیے۔ من۔ دچن اور کرم سے ایسا نئی فعل نہ ہونا چاہیے کہ کسی کو دکھ لے۔ اور یہ ادستھا اس وقت پر اپت ہوتی ہے جب ہر وہ شخص یہ یقین رہے کہ ہر جاندار میرے بھگوان کا اندر ہے۔ اور اس کے اندر میرا بھگوان برا جہان ہو پس کسی بھی جاندار کی سیوا کرنا۔ درحقیقت سربم بھگوان کی ہی سیوا کرنا ہے۔

(۲)
دیہ۔ دھام۔ دھن۔ ناری ست جو نہ ان میں اسکت
پریم ہنس نہیں جانئے۔ گھر ہی مائیں درکت

تشریح :- جس کو اپنے شریک موہ نہیں۔ گھر کے ساتھ تعلق نہیں۔ دھن کا وہ نہیں۔ عورت کے ساتھ پیار نہیں۔ اولاد کے ساتھ اُلفت نہیں۔ ایسا شخص پریم ہنس ہے۔ وہ گھر میں رہتا جو بھی تیاگی ہے۔ وہ راج وشی ہے۔ وہ ہر ایک کے ساتھ رہتا ہوا۔ ان کے ساتھ بیٹھا یوگیہ برتاؤ کرتا ہوا بھی اپنے آپ کو آزاد رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ میں سنشٹ رہتا،

(۳)
شیش سچل سنن نوے۔ ہاتھ سچل سری سیو
پاد سچل ست سنگ گت۔ تب پاد کے کچھ بھو

تشریح :- سر کی سچھلتا یا بڑائی یعنی عظمت اسی میں ہے کہ وہ ہمارے شریوں کے آگے جھک جائے۔ غور نہ ہو۔ ہاتھوں کی بڑائی اس میں ہے کہ وہ بھگوان سری (ہر ایک روپ میں بسنے والے) سری کی سیوا کریں۔ اور پاؤں ست سنگ کی طرف ہی چلیں۔ جو انسان اپنے سر۔ ہاتھ اور پاؤں کو اس طرح استعمال کرتا ہے۔ وہی انسان کچھ بھید پاسکتا ہے یعنی ایسے انسان کو ہی بھگوان اور بھگوان کی بھگتی کا کچھ تہہ لگتا ہے۔ اور وہ اپنے اندر بھگوت پریم کا آئندہ لیتا ہے۔

تن پوتر سیدوا کئے۔ دھن پوتر کر دان
من پوتر ہری بھجن کر موت ترودھی کلیا

تشریح :- ماہن سے مل کر بنانے سے تن پوتر نہیں ہوتا۔ بلکہ دکھی اپاہج۔ غریب اور بر ضرورت مند کی جائز سیدو کرنے سے ہی پوتر ہوتا ہے۔ کھانے پینے سوچ اڑانے یا اکٹھا کرنے سے دھن پوتر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کی جائز حاجت روائی کرنے سے ہی یہ پوتر ہوتا ہے۔ اور من کی پوتر تا اسی میں ہے کہ وہ ہر وقت ہری سمن میں مست رہے۔ جو انسان اس طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اپنے تن دھن اور من کو اس طرح استعمال کرتا ہے۔ وہ تین پرکار کے داد چھاتک۔ ادھی بھونک۔ اور جلیوک (دکھوں سے بچا رہتا ہے۔

دھک مالش تن بھگتی بن دھک مہتی بنا دھک
ودیا دھک لیشٹھا بنیاں دھک سکھ بن ہریٹیک

تشریح :- دھکار ہے اس مالش شریرو کہ جس کے من میں بھگوان کی بھگتی نہیں۔ ارتھات بھگوت پریم نہیں۔ دھک ہے اس عقل پر کہ جو ست است کا چار نہیں کر سکتی۔ دھکار ہے اس علم پر کہ جس میں یقین نہیں۔ اور دھکار ہے اس سکھ پر جو اندریوں سے حاصل ہوتا ہے۔ نانی ہے۔ اور جس کے پس پشت بھگوان کا یقین نہیں۔ مطلب یہ کہ سچا سکھ دائمی سکھ۔ صرف بھگوت پریم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سکھ کے علاوہ باقی جس قدر بھی دینا دی سکھ ہیں وہ سب ناشان ہیں۔ اور ان کا انجام دکھ ہی ہے۔

دوہیا۔ پل۔ دھن۔ روپ۔ لیش۔ کل۔ ست۔ وٹا مان
سمجھی سکھ مسنار میں۔ درجہ آتم گیان

تشریح :- دوہا حاصل ہو سکتی ہے۔ طاقت بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔ کمانے والے دولت بھی کما لیتے ہیں خوبصورتی بھی کسی حد تک مل سکتی ہے۔ شہہ کرموں سے نیک نامی بھی مل جاتی ہے۔ اعلیٰ خاندان میں پیدائش بھی ممکن ہے۔ سچا ودیا بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور عزت بھی مل سکتی ہے۔ ان سب کے لئے مہرولی سا پرتھو کرنا پڑتا ہے۔ تھوڑی سی اور مناسب تدبیر سے یہ سب پراپت ہو جاتے ہیں۔ ان کا لینا آسان ہے۔ مگر آتم گیان جو زندگی کا اصلی مقصد ہے بہت مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا عین موزوں ہوگا کہ مندرجہ بالا تمام باتوں سے دل اٹھانا آتم گیان کی طرف پھلا قدم ہے۔

ارتھات۔ ایک آتم گیانی کی نظر میں مندرجہ بالا تمام باتیں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ وہ سمجھتا ہے اور پورا یقین رکھتا ہے کہ آتم گیان سے جو سکھ پراپت ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا باتوں میں اس سکھ کا عشر عشر بھی نہیں مل سکتا۔ کیونکہ یہ تمام سکھ نانی چھن بھنگ ہیں۔ اور برہمنی لوازمات کے مرہون منت ہیں۔ مگر ان کے بالمقابل آتم گیان کا سکھ لانا نانی۔ دائمی ہے۔ اور اپنے آپ میں ہی ملتا ہے۔

ایک سبب

از شری آنند کپور

چلنا پڑیگا طالب۔ راہ طلب سے آگے
 آؤ کہ بڑھ چلیں اب حسب نسب سے آگے
 جب تک گذرنے لینگے حد مذہب سے آگے
 تم ہی کہو کہ کیونکر نیچو گے سب سے آگے
 افسوس بڑھ سکے نہ اسی ایک سبب سے آگے
 اچھے تو بڑھ چکے ہیں لیکن وہ کب سے آگے

بیاد و غضب سے آگے۔ رنج و طرب سے آگے
 حسنِ عمل کے صدقے کر کے نصیب یاد
 منزل پہ پہنچ کر بھی دیدارِ پار مشکل
 راہ کی رنگینیوں پرست ہو گئے ہو سیدم
 حسبِ یدایتِ حادی پر سیر کرنے پائے
 دیکھیں توجہ اُن کی موتی بنے کب بُروں پر

آؤ جھکا دیں سر ہم آشد کے آستان پر
 اک دُنیّا جھک رہی ہے پاسِ ادب سے آگے

بوٹوں کی جان اور شان
 بلی بوٹ پالش
 روزانہ لاکھوں استعمال کرتے ہیں



سنت ایمنات

مغز ناظرین اذیل میں ایک ایسے مہاجر کے حالات زندگی سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔ کہ جو آپ کے لئے مشعل یدایت کا کام دیں گے اور آپ کے دلوں میں ابھرنے والی اور پریم کے شعلے بھڑکادیں گے۔

بھگت سریشٹ بھانوداس کے ارجمند چکر پانی چکر پانی کے تخت چکر سورج نارائن اور سورج نارائن کے صاحبزادے ایک نالائق تھے۔ ان کا جنم سمیت ۱۵۲۱ء کے لگ بھگ ہوا تھا۔ اس یوم مبارک میں مول پنجتر کا مورت تھا۔ جب کہ یہ پنجتر جو شش شاستر کے رو سے مولود کے والدین کے حق میں منحوس قرار دیا جاتا ہے۔ لہذا ان کے پیدا ہوتے ہی ان کے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور اس کے کچھ عرصہ بعد ان کی والدہ ماجدہ بھی اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔

ان کے پیا بزرگوار سوریہ نارائن ایک ہنایت پی بلند اخلاق انسان اور ان کی والدہ رکنی ایک اول درجہ کی شوہرہ ست اولہ عصمت شہر خاتون تھیں۔ ایک نالائق کی پرورش ان کے دادا نے بڑے ناز و نعمت سے کی تھی۔ ایک نالائق بچپن سے ہی بڑے دانشمند خوش اعتقاد اور خدا پرست واقع ہوئے تھے۔ جب ان کی عمر چھ سال کی ہو گئی۔ تو ان کا گیارہویں سنسکار (جنید پنانے کی رسم) ہوا۔ اس کے بعد انہیں اعلیٰ تعلیم دی گئی۔ رامائن بھابھار ہار کی ایک پیران انہوں نے بچپن میں ہی سُن لیے۔ بارہ سال کی عمر میں ان کے دل میں ابھرنے والی کا وہ شعلہ روشن ہوا

کہ جس کے نور سے ان کی آتما جگمگا اٹھی اور بھگوان سے ملانے والے تگور یعنی خداوند حقیقی سے ملاپ کرانے والے سرشار کامل بن گئے ان کی زندگی بھر کے قرار ہو اٹھی۔ اس عالم فانی میں راستہ چھتے ہر کسی شوالے میں بھیجے ہوئے یہ ہری گن گارے تھے اور ابھرنے پریم کے نشہ میں سرشار تھے کہ لیک ایک آہنسی یہ آکاش بانی سنگائی دی کہ جاو دیو گڑھ میں۔ دہاں خار و صحن یکتا کے درشن کر دو وہ ہتھیں کرتا رہ کر ہیں گے اور ہتھاری دلی مراد بر لا کر گئے، پھر کیا تھا۔ انہوں نے آدھیکھانہ تاؤ لینے کی سے کچھ کچھ سے روایت ہو پڑے۔

وہ دن اور رات متواتر سفر کرتے ہوئے تیس دن علی الصبح دیو گڑھ میں جا پہنچے، دہاں انہیں شری خاتون یکتا کے درشن ہوئے۔ انہوں نے ان کے چہرے پر لکھنے کو کر چلے گئے۔ ملاپ سمیت ۱۵۲۱ء میں ہوا۔ ایک نالائق جی چھ سال کا لگا تا رہا اپنے قابل تعظیم گورو کا خدمت میں مصروف رہے اس گورو دیوا کے زمانے کے دوران میں ان کا معمول یہ تھا کہ سرور گورو جی کے خواب راحت سے بیدار ہونے سے پہلے ہی یہ بستے سے اٹھ بیٹھتے تھے۔ اور رات کو جب تک گورو جی خواب غفلت میں ٹوٹے ہو جاتے تھے۔ تب تک یہ سونے کا نام نہ لیتے تھے جب گورو جی نضر اشان اٹھتے۔ تو یہ برتن میں پانی بھر دیتے۔ دھوئی کو ٹھیک ٹھاک کر کے ان کے ہاتھ میں دے دیتے تھے۔ پوچھا کہ تمام سامان پہلے ہی نضر م کر رکھتے۔ جب تک گورو جی پوجا میں مصروف رہتے۔ تب تک یہ پاس ہی بیٹھتے رہتے

اد جس وقت بھی کسی چیز کی ضرورت پیش آتی یہ بھٹا آئے رکھ دیتے جب گورو جی کھانا کھا کر فارغ ہو جاتے تو انہیں پانی لگایا کرتے اور جب وہ آرام کرنے لگتے تو یہ پاؤں دبانے لگ جاتے۔ انضر ان اپنے گورو کی سرطرح سے خدمت بجالانا اپنا مقدس فریضہ سمجھتے ہوئے اس کی ادائیگی میں ہم تن مصروف رہتے تھے۔

اب ایک اور مہرے کی بات سنئے کہ جہاں دھن سونا نے انہیں کچھ دھور کے لئے اپنا پیرائیویٹ حساب کتاب سونپ رکھا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راستہ کے وقت گورو جی کی سبوا سے فراغت پا کر یہ حسب معمول حساب کتاب کی پڑتال میں مصروف تھے جبکہ ایک پائی کا فرق نظر آیا۔ جس پر یہ لگے دھوکہ پیچھے ہٹ گئے اور متواتر نو گھنٹے تک غور و خجی کرتے رہے۔ بالآخر جو بیہ یا بندہ کی مثل کے مطابق وہ ایک پائی کی غلطی پر صاف ہو گئے۔ حساب بیل گیا اور یہ اپنی دھن کے متوالے خوشی سے تالیاں بجانے لگے اس وقت گورو جی اتفاقاً اپنی نیند سے بیدار ہو چکے تھے تاہم ان کی آواز سن کر جھروکے سے نیچے کی طرف جھانک کر اپنے چلے کو اس عالم بخودی میں دیکھ کر فرمایا کہ ایک ناخدا! یہ خوشی کا کیا مقام ہے۔ انہوں نے بنایت ادب سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ اس پر گورو جی بوسہ کر چھپا! جتنی کوشش اور جدوجہد ایک پائی کا فرق لگانے میں تم بھل میں لائے ہو۔ اور جس قدر محنت کا اظہار تم نے اس ادا نے اسی کامیابی پر کیا ہے اسی قدر جدوجہد اگر تم دنیا کی سب سے بھاری آنکھوں کو سنبھالنے میں کرتے تو کس قدر لطیف تدوین سے بہرہ ور ہوتے۔

عزیز من! اگر اتنی ہی سرگرمی اور دماغ سرری تم انشور پر اپنی اپنی دھال حق کے لئے عمل میں لاؤ تو دیکھو تمام دھوکوں چھوٹ کر راحت ابدی سے بہرہ اندوز ہو جاؤ گے۔

ان الفاظ کا ایک ناخدا نے گورو جی کی آشیرمادی سمجھا اور احسانندانہ انداز سے ان کے پاؤں پر پیشانی رکھ دی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد گورو جی کی ایار کرپا سے انہیں مہرشی دتاتریہ کے دربار میں ہوئے۔ ایک ناخدا جی نے جب ان کی طرف یہ نظر غور دیکھا۔ تو انہیں دتاتریہ کی شکل میں اپنے گورو ہمارا جی جلوہ گر نظر آئے اور پھر اپنے گورو کی شکل میں بھگوان دتاتریہ

کا ظہور دکھائی دیا۔ اس کے بعد انہیں کئی بار بھگوان دتاتریہ کے درشن ہوئے۔ اس واقعہ کو بنایت ہی مبارک فال تصور کرتے ہوئے گورو جی نے انہیں شری کرشن چندر انڈکنڈ کی بھگتی کی تلقین کی اور کسی الیکٹ پر بہت پر جا کر تپسیا کرنے کی ہدایت کی شری ایک ناخدا جی نے گورو کی آگیا کو سراہتے پر رکھے ہوئے فی الفور کوہ مذکور کی راہ لی۔ اور کافی عرصہ تک گھر تپسیا میں مصروف رہنے کے بعد گورو جی کے قدموں میں آ حاضر ہوئے۔

اب گورو جی نے انہیں سنت سنا کر اپنی مہا پریشوں کی ہم نشینی اور بھگوان بھجن کا پرچار کرنے کے لئے تیرتھ یا تبرا وغیرہ کا حکم دیا اور خود بھی کافی دور تک ان کے ہمراہ ہمسفر رہ کر واپس لوٹے۔ اسی سفر کے دوران میں ایک ناخدا جی نے چیز شلو کی بھاگوت پر ایک سندھیکا اپنی تفسیر قلم بند کی۔ جو کہ ایک نایاب نکتہ ہے۔ اس کتاب کو اپنے ہمراہ لے کر پنج دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے شری رام چندر جی کی منور مورتی کے سنکھ یہ کتاب قابل تعلیم گورو کو کمال استثنائی و عقیدت کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

تیرتھ یا تراسے فارغ ہو کر ہمارے ہاتھ مایا اپنے وطن پٹھان کو واپس چلے آئے۔ لیکن وہاں پہنچ کر بھی وہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہوئے بلکہ سیدھا پٹیشر مہادیو کے مندر کا رخ کیا اور وہیں پر جا کر بسیرم کیا۔ ان کے بوڑھے دادا دادی کئی سالوں سے ان کی تلاش میں سرگرداں تھے اور انہوں نے ان کے جہاد دھن سوامی سے یہ اجازت نامہ حاصل کر لیا تھا کہ اب ایک ناخدا شادی کر کے گرجنت آشرم میں داخل ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب ان کے دادا دادی ان سے ملنے کے لئے جا رہے تھے۔ تو راستہ میں ہی ان سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے فرط محبت سے انہیں پھانسی سے لگا لیا اور ساتھ ہی ان کے گورو کا مذکورہ بالا حکم دکھلایا اس پر ایک ناخدا نے اپنی تیرتھ یا تبرا کا پر وگرام میں پر ختم کر دیا۔ چنانچہ گورو جی کے حکم کے مطابق ان کی شادی طری دھم دھام سے ہو گئی۔ ان کی دھرم پننی جس کا نام گر جا بانی تھا ایک بنایت ہی سلیقہ شمار اور شوہر پرست خاتون تھی لہذا ان کی شادی کا تمام سلسلہ شروع سے آخر تک دھرم

کے اٹھوں کے مطابق سر انجام ہوا۔ اور ان کی خانہ داری کی زندگی بنایت پرست اور شانتی میں طریقہ سے بسر کرتی تھی۔ چنانچہ ان کے گھر میں آشرم کا روزانہ پروگرام یہ تھا۔

۱، علی الصبح بہت سویرے ہی خواب راحت سے بیدار ہو کر البتہ رے نام کا جاپ کرتا۔ بعد ازاں گوروہارا جی کا تصور دل میں لا کر ان کی حمد و ثنا کے گیت گاتا۔ اس کے بعد حاجات فردی سے فارغ ہو کر گوروادری ندی کی طرف روانہ ہو جاتا اور اشتیاق وغیرہ سے فراغت پا کر سندھیا بندن وغیرہ میں مصروف ہو جاتا، یہ تمام کام طلوع آفتاب سے پہلے ہی ختم کر کے گھر کی طرف مراجعت کر کے اور وہاں پہنچ کر گیتا اندر شریک بھاگوت وغیرہ کا پانچ گونایا کسی اور سے پڑھوا کر سناتا، دوپہر کے وقت گوروادری کی طرف چل پڑتا اور اس کے کنارے پر اس جگہ سندھیا ترین وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر کی طرف لوٹتا، بعد ازاں اگر اتفاق سے کوئی مسافر یا مہمان گھر میں آ جا تو اس کی آؤ بھگت اور مہمان نوازی کمال ذوق و شوق اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ بجا لاتا، اس کے بعد عالموں اور عابدوں کے ساتھ بیٹھ کر تم جہاں نواز، مسہرے کے وقت شری بھاو داس کی سہیتا پت کی یونی و دیوتا کی مورتی کے سامنے بیٹھ کر گیتا اور رامائن وغیرہ کے شلوکوں کو دہرانا، شام کے وقت پھر گوروادری کی طرف روانہ ہونا اور اشان وغیرہ سے فارغ ہو کر سندھیا ترین کے فرائض ادا کرنا جس کے بعد پھر گوروٹ آنا۔ اور بڑے پریم اور شردھاکے ساتھ بھگوان کی آرتی اٹارنا اور ستوتر وغیرہ گیتوں کے بھجن گانا، اس کے بعد گوروادی سی ہلکی پھلکی غذا تناول کر کے پھر ادھی رات تک بھگوت بھجن میں مصروف رہنا۔

ایک ناٹھ جی برہمنوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ ان کے ہاں ہمیشہ سدا برت جاری رہتا تھا۔ سب کو بھجن وغیرہ کا سنا تقسیم کیا جاتا تھا۔ رات کو جب یہ کرتن کر ختم ہوتے تھے اس وقت تمام محلہ کے لوگ ان کے ہاں آتے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر

ایسیہ سامعین بھی ہوتے تھے جو کہ وہاں ہی بھجن پاتے تھے۔ سرورز نے نئے پیمان آتے رہتے تھے۔ اگرچہ ان کے ہاں ایک خاص بھج گار تھا لیکن پھر بھی ان کا سارا کام منہ میں سر انجام پاتا تھا۔ وہ کبھی بھوں کر بھی فکر میں مبتلا نہ ہوتے تھے۔ ان کے ہاں سخاوت اور گیان کی گنگا ہمیشہ بہتی رہتی تھی۔ سکون قلب، مسادا، رحم اور مہر دی۔ انگسار بے غرضی۔ خدا پرستی وغیرہ وغیرہ۔ خدائی صفات کے مالک شری ایک ناٹھ کے صرف دیدار سے ہی ان کثرت رن و مردو اپنے گناہوں۔ مصیبتوں اور دکھوں سے نجات پا جاتے تھے۔ ان کی زندگی غلاموں کو آزاد بنانے والا اور کو نجات دلانے اور نجات یافتہ گناہ کو حق پرستی کا سرور ابدی دلانے کے لئے وقف تھی۔ ان کی مہر دی جسم اور مہر اڑنگا زبیرانہ زندگی کے لائق اسیہ واقعات ہیں۔ جن سے ان کے غیر معمولی خدائی اوصاف پویدہ ہوتے ہیں ان کی زندگی کے چند چہرے انگیز واقعات کو ذیل میں حوالہ قلم کیا جاتا ہے۔

۱، ایک ناٹھ جی ہمارا راج سرورز گوروادری کے اشان کے لئے جایا کرتے تھے۔ راستے میں ایک سرائے تھی۔ جہاں ایک نیچ شخص مقیم تھا۔ جو کہ اس راستہ سے آئے جانے والے ہندوؤں کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ایک ناٹھ کو بھی اس نے بہت تنگ کیا۔ جب ایک ناٹھ جی اشان کر کے واپس آئے تو یہ اُن پر کھلی کر دیا کرتا تھا۔ ایک ناٹھ جی مہاراج پھر ندی کی طرف لڑ کر دوبارہ اشان کرتے۔ یہ بد بخت پھر وہی حرکت کرتا اور اس طرح پراپنیں دن میں پانچ پانچ چھ بار اشان کرنا پڑتا۔ ایک دن تو اس شیطانت کی حادیوگی ایک سو آٹھ بار اس نے ایمان نے ان پر پانی سے کھلا کیا اور ایک سو آٹھ بار انہوں نے اشان کیا۔ لیکن ہمارا راج کی شانتی اور راحت قلبی جوں کی توں برقرار رہی۔ یہ دیکھ کر وہ نامتعول اپنے کے پر بہت نامد ہوا۔ اور ہمارا راج کے چروں پر گر پڑا۔ اور اس وقت سے اس کی زندگی میں انقلاب عظیم رونما ہو گیا۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ

گھر ہی خود منزل مقصود کی ہے رہنا

خضر مل جاتے ہیں جن کو رشتہ نہیں

(۷) ایک ناقد جی کے تپا کا ایک دن شرادھ تھا۔ سہولی

تیار ہوئی۔ مدعو شدہ برہمنوں کے انتظار میں آجے دار

میں کھڑے تھے کہ ایک طرف سے کچھ اچھوت لوگ آنے لگے

طرح طرح کے کھانوں کی خوشبو جب اُن کے دماغ میں پہنچی

تو وہ بے ساختہ آپس میں یوں کہنے لگے کہ کیسی خوشبو آرہی

ہے کہ اگر بھوک نہ بھی ہو تو بھوک لگ جائے۔ لیکن داس

اشوہیں کہ ہم لوگوں کی قیمت میں ایسے لذیذ کھانے کہاں؟

ایک ناقد جی ہمارا راج نے یہ بات سن لی اور غور پڑی ان فلک

زودوں کو اندر بلا کر تمام کھانا ایک کا کھلا دیا اور بوجھ بجا

وہ بھی اگر جا بائی نہ ان کے عیال و اطفال کو وہیں بلا کر کھلا

دیا۔ برہمنوں کے لئے تب دوسری رسوئی بنی۔ لیکن جب مدعو

شدہ ابھائی برہمنوں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اُن کے

غیض و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اُنہوں نے ایک ناقد کو

دھرم بھرشٹ سمجھ کر بہت کچھ برا بھلا کہنا شروع کیا۔ اور پھر ہر

کہا کہ اسے دشت بہتارا ہے جیسے چنڈال کے ہاں ہم بھوجن

پائیں کھا پیں گے۔ اسی پر ایک ناقد جی ہمارا راج نے حسب

دستور دوبارہ شرادھ کا استقبال کر کے پیروں کا دھیان

اور آداب ادا کیا۔ یعنی اپنے بزرگوں کو تصویر میں لاکر شرادھ

کا بھوجن کھانے کے لئے خود بانہ دعوت دی اور خدا کی قدرت

دیکھئے کہ پیروں نے سچے سچ مجھ جیسے صورت اختیار کر کے

یعنی فاسر ہو کر اور بڑے پریم سے شرادھ کا بھوجن ساد

فرمایا۔ اور میرے ہر آئینہ راہ دینے کے بعد غائب ہو گئے۔

(۸) ایک دفعہ آدھی رات کے وقت چار اجنبی برہمن

پہنچے جن کے آگے اور پسرا ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک ناقد

جی کے گھر آئے۔ ایک ناقد جی نے ان کا پر تپا کی استقبال

کیا۔ معلوم ہوا کہ برہمن بھوکے ہیں۔ اُن کی رسوئی بنانے کے

لئے گر جا بائی تیار ہوئی۔ لیکن غضب یہ ہوا کہ گزشتہ

دنوں سے لگاتار بارش ہوتے رہنے کی وجہ سے گھر میں خشک

ابیدھن کا نام و نشان تک نہ رہا تھا۔ حیران تھے کہ

اتنی رات گئے اب ابیدھن کہاں سے آئے۔ ایک ناقد جی نے

پلنگ کی نوار کھول ڈالی اور پائے پیٹاں تو پھوڑ کر بطور ابیدھن

استعمال کر لیں۔ پاؤں دھونے کے لئے برہمنوں کو گرم پانی دیا گیا اور

تاپنے کیلئے انگلیٹھیاں دی گئیں۔ اور حسب خواہش بھوجن کھلایا

گیا۔ برہمنوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ اور ایک ناقد جی پر تحسین و آفرین

کے لئے بلیڈ کرنے شروع کئے۔

(۹) کاشی جی کی یاترا کر کے ایک ناقد ہمارا راج وہیں پر گیا کنگا جل

کنڈل میں لئے راہ پور جا رہے تھے۔ تب رستہ میں ایک بیلادیاں

آیا۔ دلوں ایک گدھ مارے پیاس کے ترپ رہا تھا۔ ایک ناقد جی

نے فی الفدا اپنے برتن میں سے پانی لے کر اس کے منہ میں ڈالا۔ گدھا

اسی وقت بھلا چنگا ہو کر دلوں سے چل دیا۔ ناقد جی کے ہمراہ ہی

اور معتقد لوگ پرناگ کے کنگا جل کا ایسا برا استعمال دیکھ کر

بہت بلیدہ خاطر ہوئے۔ ایک ناقد نے انہیں سمجھایا کہ بھلے مانسوں

بار بار کشتے ہو کہ بھگوان کھٹ کھٹ داسی اور سر دیا پک میں

اور پھر بھی ایسے باؤں سے بنے ہو۔

دگیتا ادھیلے چھ شلوک ۳۰-۳۱

(۵) پٹن میں ایک طوفان برقی تھی۔ وہ بڑی چالاک و بھور

اور راج کاٹے دغوں میں باہر تھی۔ ایک ناقد ہمارا راج کا کرتن سننے

کے لئے وہ بھی کھنکھی جایا کرتی تھی۔ ایک دن ہمارا راج نے بھاگو

کا بیٹا کھیاں کہا۔ اسے سن کر اس طوفان کے من میں دیراگ پیدا

ہو گیا۔ اسے اپنے جسم سے نفرت پیدا ہوئی۔ اسے اپنے جسم کے

دروازوں، منہ، ناک، آنکھ، کان وغیرہ (غیر) سے شب

روز غلاطت خارج ہوتی نظر آئی۔ وہ دل ہی دل میں انوس

کرنے لگی۔ کہ میں بھی کسی بد نصیب ہوں جو چمڑے سے گھرے

ہوئے اس ناپاک جسم کا کردہ استعمال کرنے میں اپنی زندگی

بسر کر رہی ہوں۔ روحانی مسرت کا مجھے خواب میں بھی

بائرن لکھے۔ پڑچھا کون ہے، چور رونے اور گر گر جانے لگے۔ مہاراج
 ہم لوگ پانی میں پھہا کریں۔ مہاراج نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ
 پھرا۔ ہاتھ پھرتے ہی ان کی بنیائی عود کرائی۔ سنا فح ہی ان کی
 عقل نے بھی پلٹا دکھایا۔ اور ان کے من پاپوں سے پلٹ گئے۔ ایک
 جی مہاراج نے انہیں چمکے ہوئے برتن دکھائے اپنے ہی سیاق
 لے جانے پر اصرار کیا۔ نہ صرف یہی بلکہ اپنی انگلی سے ایک قیمتی
 انگلی بھی اتار کر ان کے آگے رکھ دی کہ یہ بھی لے جاؤ۔ اس
 پردہ چور نہایت ہی نادم ہوئے اور مہاراج کے چہروں پر ہر
 لکھ کر بار بار اپنے گناہوں کی معافی چاہی۔ اور آئندہ کے
 لئے نیک چلتی کی زندگی بسر کرنے کا پیرن کر کے دہاں سے
 ہو گئے۔ انہیں اسی طرح کی پراپرکارس سے بھری ہوئی زندگی
 بسر کرتے ہوئے اور بھگتی پریم پوترا اور سچی قربانی کی تعلیم
 پر غور و دھلاؤ کو دیتے ہوئے ۱۵ آخر سنہ ۱۹۵۶ء بکری میں
 اس جہان فانی سے رحلت فرمائے۔

نہیں ہوا۔ اسی طرح سرگڑھتی ہوئی وہ طواف اپنے گھر کا وہ
 بندھے ہوئے گھر میں ایسی ہی پڑی رہی۔ بار بار ایک ناخدا مہاراج
 کا سمن کرتی تھی۔ ادیب بھی سوچتی تھی کہ مجھ جیسی گنہگار کو
 ایسے مہاراج کی قدمبوسی کا فخر کہاں حاصل ہونے لگا۔ ایک دن
 وہ اپنی خیالات میں ڈوبی ہوئی تھی کہ ایک ناخدا مہاراج کو داد دی
 میں اٹھان کر کے اسی راستے سے واپس آ رہے تھے۔ جھمکے
 اس نے مہاراج کو دیکھا۔ اور دوڑتی ہوئی نیچے آئی۔ بڑی بے
 قرار سی سے دروازہ کھول کر روندھے ہوئے گلے سے بولی۔
 مہاراج! کیا اس پاپن کے گھر کو آپ کے چرن پوتر کر سکا کرپا
 کر سکتے ہیں۔ اس پر مہاراج نے فرمایا۔ کہ یہ کونسی مشکل بات ہے
 یہ کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہو گئے۔ جس طرح سورج کی روشنی
 سے اندھیرا غائب ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی ایک ناخدا جی کے پرتاپ
 سے وہ خانہ خرابات البشور بھگتی کا پوتر استھان بن گیا۔ وہ اپنی
 طواف نہ رہی۔ سچی قہر سے اس کے تمام گناہ کا فور ہو گئے۔ ایک
 مہاراج کی کرپا سے اس کے دل پر بھٹوان کے نام کی لکھنوت
 ہوئی۔ ایک ناخدا جی نے اسے (رام کرشن پیری) منتر دیا۔ اور
 نیک کاموں کی تلقین کی۔ اس واقعہ کے دس سال بعد جیس
 فیض یافتہ عورت کا آخری وقت آیا تو تب وہ سری کرشن بھگوان
 کی موہنی صورت کے دیھان میں مگن تھی۔

ایک رات شری ایک ناخدا جی کا کرتن سننے والوں کی
 بھیڑ میں چار چور گھس بیٹھے۔ اس نیت سے کہ کرتن کے ختم ہونے
 جب سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے جائیں گے۔ اور یہاں بھی سب
 لوگ سو جائیں گے۔ تو رات کی تاریکی میں اپنا کام بنالیں گے رات
 کے دو بجے کے لگ بھگ چور دل کو یہ موقع ملا۔ کچھ کھڑے اور سترن
 نے بھیلے اور بھی ہاتھ ہاتھ کر ننگی گھات میں ادھر ادھر
 ڈھونڈھنے لگے۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے نزدیک پہنچے۔ اندر ایک
 دیپک ٹپٹا رہا تھا۔ اور ایک ناخدا مہاراج سما دھنی رنگے بیٹھے
 تھے۔ یہ نظارہ ان چوروں نے دیکھا اور دیکھتے ہی اندھے ہو گئے
 وہ نکل بھاگنا ہی چاہتے تھے۔ کہ اپنے ہی چمکے ہوئے برتنوں
 سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ مندر سے ایک ناخدا جی مہاراج

SUFFERING

A Blessing in Disguise
 A book of 132 Pages -
 Thoughts on Suffering
 by Patinjali - Shanker
 Acharya Manu - Vivekanand
 Gandhi Tagore and other
 Saints - Excellent
 Printing - Price Rs 2/- only
 Obtainable from :-

"OM" Magazine
 Inside Ajmeri Gate
 Delhi - 6

آواز دے کہاں ہے

(از کسی لوگنا تھ دل)

تیرے بغیر پیارے ابے تاب دل بیاں ہے

آواز دے کہاں ہے؟

سردن گزر رہا ہے۔ سیرات جا رہی ہے

آتش بیاہا کر سیرات جا رہی ہے

گر گر کے ٹھنڈی بوندیں لگا رہی ہیں

گیتوں کے بدلے سادوں کے سازیں غاں ہے

آواز دے کہاں ہے؟

شمع حیات جھونکوں سے تھوڑھائی ہے

ادغم کی تیز آندھی چڑھتی بھی رہی ہے

برکام پر اندھیرا ڈیرہ جھا رہا ہے

اب تو بھٹکنے کو بھی تاروں کا رول ہے

آواز دے کہاں ہے؟

جسکی کلی کلی کو تو نے کھلا دیا تھا

اور جس کے طائرؤں کو گانا سکھا دیا تھا

مدت سے دُہ چمن اب ویران سا پڑا ہے

برسوں سے اُس چمن پر چھائی ہوئی خزاں ہے

آواز دے کہاں ہے؟

تیرے بغیر دل پر دُہ چوٹ آ پڑی ہے

بے رنگ ہر سماں پر بے نور سرگھڑی ہے

سو نٹوں پہ ٹھنڈی آموں کا تار بندھ رہا ہے

آنکھوں سے گنگا جمنہ اک جوش سے رواں ہے

آواز دے کہاں ہے؟

دن موت کے اُٹک کر نزدیک آ رہے ہیں

دعائے مگر ملنے کے اب بھی بچھا رہے ہیں

ویسے تو چھائی ہے سر رنگ پر بڑھاپا

دُنیا مگر اُمیدوں کی آج بھی جوال ہے

آواز دے کہاں ہے؟

تیرے بغیر پیارے ابے تاب دل بیاں ہے

بھگوان کے دربار میں

ہر شے میں جلوہ تیرا سر شے میں نور تیرا
تو ہے نہاں مگر ہے پھر بھی ظہور تیرا
ہم کیوں تمام سمجھیں بالکے طور تیرا
ہم را رہا ہے ہر سُو دریا کے نور تیرا
معمور دُنو عالم کیا کیا جگہوں سے
ذروں میں حسن تیرا تاروں میں نور تیرا
یہ مدعا ہے میرا یہ آرزو ہے میری
آنکھوں میں جلوہ تیرا دل میں نور تیرا
کیا بلبلوں کا نالہ کیا ترپوں کا نغمہ
کرتے ہیں ذکرِ یارب ہر جا طور تیرا
ان پر ہو کیا بھر دے اعمال تو ہے میں
بس ہم کو آسرا ہے رب غفور تیرا
ہر صاحبِ فرد ہے قدرت کا تیرا قائل
بندہ ہے صدق دل سے ہر بڑی شے نور تیرا
سورجیں عطا کیں سونہیں بھی بخشیں
ہے لطف خاص مجھ پر رب غفور تیرا
علم و عمل کی دولت دے میرے دے دے
موجا کے فضل مجھ پر رب غفور تیرا
یار ہو کیا فضا کو اندیشہ معاشی
ہے بحر فیض جاری نزدیکے دور تیرا

سوامی رام تیرتھ - ۱-۲ - انسان - ۱/۴
لطف زندگی - ۱-۲ - میرا دعا - ۱/۱۵
کاپا پلٹ - ۱/۸ - کافیاں بے شاہ اردو - ۱/۱۱

لئے کا پتہ
دفتر رسالہ 'اوم' اجپری گٹ دھلی



ان کے
ایک

न ताडयति नो हन्ति प्राणिनो ऽन्यांश्च देहिनः।
यो मनुष्यो मनुष्येन्द्र तोषयते तेन केशवः ॥
(विष्णु पुराण)

جو شخص کسی پرانی اقدار پر کھش آدی ایسے دیر دھاریوں کو پیرت اقدار نہیں کرتا۔ اس سے شری کیو سنتشٹ رہتے ہیں۔ (دشنو پران)

دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھیان
تکسی دیا نہ چھوڑیے جب تک گھٹ میں پران
(سنت تکسی اسبابی)

अभ्यं स त्व संशुद्धिर ज्ञान योग व्यवस्थितिः ।
दानं दमश्च यज्ञश्च स्वाध्यायस्तप आर्जवम् ॥
आहसा सत्म क्रोधस त्यागः शांतिरपैशुनम् ।
दया भूतेष्व लालुप्त्तवं मार्दवं हरिचापलम् ॥
तैजः क्षमा धृति सौचम् अद्रोहो नातिमानिता ।
भवति संपदं दैवीम् अभिजातस्य भारत ॥
दमो दर्पो ऽभिमानश्च क्रोधः पारुष्यमेव च ।
अज्ञानं चाभिजातस्य पार्थ संपदमासुरीम् ॥ गीता ३१:१६

(شری بھگوان گیتا ادریکے ۱۶ شلوک ۱۵ میں فرماتے ہیں)

(منظوم الہد)

دان ایگہ، دیدوں کا پڑھنا اور ریاضت سادگی
غیبت اور نندا سے بچنا، رحم کرنا۔ راستی
گیان میں ادب لوگ میں دل کی ہمیشہ قائمی
دشمنی سے دور رہنا، کر سے یونا رہا
بیدا دیوی سمیٹی میں ہوتا ہے اتان جو
اسری غولت کے انسانوں میں ہے انکا ظہور

اندریوں کا ضبط ابے فانی و صفائی قلب کی
چھل کی خواہش چھوڑنا، غصہ نہ یونا، شانتی
شرم، نرمی اور اپنا، رہنا دشمنی سے بری
مُعب، استقلال اور پاکیزگی، عقو خطا!
ہوتے ہیں حاصل اُسے ارجن بخوی جان لو
غصہ ہے رچی، تکرر تکرر بے سمجھی غرور

باعث آزادی انسان ہے دیوی سمپتی بندھنوں میں ہے پھنسی آسروں کی سمپتی

تو ہوا ہے پیدا دیوی سمپتی میں ڈر نہیں

فکر اور انوس ارجن دل میں کوئی کر نہیں (دماغ ذلتی شری جلیو پال جی)

آج کل روحانیت سے بے بہرہ لوگ جنہوں نے دھرم کرم کو تلا جلی دے رکھی ہے۔ اور دھرم کے ساتن اصولوں کو بھی اپنی من مرضی سے تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگوں میں یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کا تین محض اسی وجہ سے ہوا۔ کہ انہوں نے "دیادھرم" کو اپنایا۔ اگر ہندوؤں میں سے دیا بھاد کا ناش ہو جاوے تو آج بھی یہ قوم ترقی کر سکتی ہے۔ جیسے کہ یورپ کے لوگ کر رہے ہیں۔

ذرا غور فرمائیے کہ ان کا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ اول تو یہ کہ جس مادی ترقی سے ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں وہ اصلیت میں ترقی نہیں بلکہ روحانی نکتہ نگاہ سے آئینہ گمان کی پراپتی میں ایک زبردست روکاوٹ ہے۔ یہ صرت ہمارے پراچین وشنی مینیوں کا ہی تجربہ اور خیال نہیں بلکہ حضرت یسوع مسیح کا بھی زمان ہے کہ سولی کے ناکے سے ہاتھی کا ٹور جانا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن ایک دو ٹنمند (مایا ابھیانی) پُرش کا الیور کو پراپت کرنا اسمبھو ہے۔ گویا جس مادی ترقی کو ترقی سمجھا جا رہا ہے وہ درحقیقت ترقی نہیں بلکہ روحانی ترقی ہے اور اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ گذشتہ جنگ میں یورپ تباہ ہو چکا ہے۔ اگر یورپ کے لوگ مایا پرست نہ ہوتے اور حقیقت کو پہچانتے تو ان کی یہ تباہی ہرگز نہ ہوتی۔

دُنیا میں آجکل خدا کی پرستش نہیں ہو رہی بلکہ مذہب کی آڑ لیکر اپنی غرضوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔ ایسے مذہبی جنونیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انسان دُنیا کو تو دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن خدا کو نہیں۔ ظلم کا نتیجہ کبھی بھی اچھا نہیں ہو سکتا ایسے دُشٹ آتما اور اتیا چاری لوگ دوسروں کو نہایت دباؤ د کرنے والے خود ہی مٹ جایا کرتے ہیں۔ مسٹری شاید ہے کہ زمانہ قدیم میں ہرناکش اور رادون جیسے مہابلی جن کا تمام سنسار پر راجہ تھا اور جنہوں نے دیوتاؤں سے ایسے در حاصل کئے ہوئے تھے۔ جن کا خواب بھی اس زمانہ کے لوگ نہیں دے سکتے۔ وہ بھی اپنی کرنی کا پھل پا کر اس جہان مافی سے کو تھ کر گئے۔

یاد رہے کہ قانون قدرت اٹل ہے۔ پاپ کروں کا پھل اوشیہ می ملیگا۔ اور نگ زیب نے ایڑی چوٹی تک کا زور لگا کر ہندوؤں کو فتم کر دے اور باوجود اس کے کہ وہ تمام ہندوستان کا حکمران تھا لیکن پھر بھی وہ اپنی اس لکڑہ خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ بلکہ بامبر اور اکبر کی وسیع سلطنت کو بدنام و قہر لگا کر اسے برا فکر کیا۔ ہمیشہ نیک اعمال ہی دُنیا میں ترقی کا موجب ہوتے ہیں پاپ کروں سے آج تک کسی نے بھی ترقی نہیں کی۔ آج دُنیا دھرم کو تلا جلی دے کر پاپ کروں میں پر درست ہے۔ جو کہ اس کی تباہی کا موجب بن رہے ہیں۔

ہمیں کبھی بھی دھرم کے دُور دھوپ اور اتیا چار نہیں کرنے چاہئیں۔ ہمارا پراچین اتاس لیکار لیکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمیشہ دھرم کی ہی دُور ہوتی ہے۔ دُشٹ آتما ہرناکش کو مارنے کے لئے بھگوان نے نرسنگھ روپ دھار کیا۔ جب رادون کے پاپ کرم بڑھے تو بھگوان رام اترن ہوئے۔ جب اتیا چاری کس نے ظلم و تشدد شروع کیا تو بھگوان کرشن نے اس کا ناش کیا۔ اور نگ زیب نے جب مذہبی جنون کے باعث اپنی رعایا کو تنگ کیا تو گورڈ کو بند سنگھ جی اور چھتر پتی شواجی ہر گٹ ہو گئے اور دھرم کی رکھشا کی۔ اس لئے اس دھرم کی تباہی تو ہمیشہ دھرم کی تباہی ہے جو یوں کرتی ہے

اس لئے اپنے پراچین دھرم مارگ کو تیاگ کر دیا، اسنسا وغیرہ دیوی سید کے کلیان کاری گنڈ کو برگز نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ دھرم کی رکشا کی۔ شری شواجی نے کبھی کسی سید کو نہیں گرایا اور نہ ہی تھراؤ شریف کی بے عزتی کی۔ انہوں نے کسی مسلمان عورت اور بچے کو قتل نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے دلش اور دھرم کی رکشا کے لئے میان سے تلوار نکال کر پاپ کا خاتمہ کر دیا۔ اور اتنا چاری یا تو مجبور ہو کر راہ راست پر آ گئے یا نیت و نابود ہو گئے ہیں بھی ہمارا پرتاپ۔ شری شواجی۔ گورو گوبند سنگھ جی اور دیر حقیقت کی طرح اپنا سروسو دھرم اور دلش سید کے لئے اپن کر دینا چاہیے۔

سچ تو یہ ہے کہ ہندوؤں نے روحانیت کو چھوڑ دیا ہے اور مایا پرست بن گئے ہیں۔ دیا اور اہنسا دھرم کو تلا بخلی دے کر مانس آکر شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ہی آج ان کی دُرگتی ہو رہی ہے۔ دھرم کو چھوڑ کر آج تک نہ کبھی کو شکہ ہر اپت ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ دھرم کرم اور پراچین ہندو سبھیتا کو نشہ کر کے ہم لکھی رہنا چاہتے ہیں۔ جو سراسر غلطی ہے۔ اگر ہم دھرم کی رکشا کریں گے تو دھرم ہماری رکشا کرے گا۔ دھرم کا ناش کرنے سے ہم خود ہی ناش ہو جاویں گے۔ اس لئے ہیں واجب ہے کہ ہم اپنے پراچین سائن دیک دھرم اور ہندو سبھیتا کی رکشا کریں۔ کیونکہ ہندو اخلاق اور ہندو تہذیب ہی دنیا میں شانتی کا موجب ہو سکتی ہے۔ زمانہ آہل ہے کہ دنیا پھر دیک دھرم کو گنہگار نہیں کرے گی۔ کیونکہ آدھر شری سے ہر تمانے سنار کے کلیان کے لئے دیدوں کے گیان کو پیر گٹ کیا۔ یہی سائن دیک دھرم کو کھٹش کے دینے والا اور دشمن مائتر کے لئے شکہ اور شانتی پر دان کرنے والا ہے۔ لوگوں نے جب سے اس دھرم مارگ کا تیاگ کیا ہے۔ اور نئے نئے مذہب کی شرین لی ہے تب سے دکھی اور اشدانت ہو رہے ہیں۔ اگر آج بھو یہ لوگ اپنے پراچین سائن دیک دھرم کی شرین میں آجادیں تو تمام فسادات اور جھگڑے جو کہ محض اکیا تا کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں یکدم کافور ہو جاویں اور لوگ شکہ اور شانتی کو پراپت کریں۔ دیا دھرم سائن دھرم کا مکیمہ انگ ہے۔ اس لئے اس کو صحیح معنوں میں گنہگار کرنا چاہیے۔ دُشٹ اور آتشی پریشوں... پھر دیا کرنا اور دقت پر اپنی لکھنا نہ کرنا بر دلی میں شامل ہے۔ اس لئے دیا دھرم کی دیا کھیا جو کہ جگوان کرشن چندر جی نے شریید بھگوت گیتا میں کی ہے۔ دہی ہندو دھرم کی سچی سپرٹ ہے + "اوم شتم"

ضرورت ارشتہ

گور برہمن۔ منیکیک سوشیل کینا۔ میٹرک۔ سلائی، گرھائی۔ گھیر کے کام کا ناچ سے واقف برہمن رزگار برہمن در کی ضرورت ہے۔ جہیز کے لالچی تکلیف نہ کریں۔ پیرمانہ پرانت، روتیک۔ گور کا وہ کرنا۔ دہلی کے اضلاع کو ترجیح دی جاوے گی۔ ضرورت مند اصحاب مند راج ذیل ایڈریس سے خط و کتابت کریں۔ میسر رسالہ اوم اجیری گیٹ دہلی

دھارنک کتب۔ جو رسالہ اوم اجیری گیٹ دہلی سے مل سکتی ہیں۔

شریید بھاگوت پورانہ - ۱۵/۸ - جیتنہ بھگت مال - ۱/۷ - یوگ دُشٹ ہمارا سائن - ۱/۳ - روحوں کی دینا - ۳/۸ - تلسی رامائن - ۱۵/۸ - بالملیکی رامائن - ۱۵/۸ - جپ جی دُشکھنی خواجہ دل محمد - ۳/۸ - گیتا خواجہ دل محمد - ۲/۸ - بشر پوران مجلد حصہ اول - ۲/۸ - بشر پوران مجلد حصہ دوم - ۲/۸

ہماری زندگی بھی زندگی ہے

زرق و برق کا سراج بہادر دروازہ بزمِ یلوی

پشیمیاں میرا ذوقِ بندگی ہے محبت میں میری شاید کمی ہے
تیری دُوری سے سرگرداں ہے عالم کسے حاصل ہوئی خوشدگی ہے
تو جتنا دُور اتنا پاس میں ہوں یہ اُفت ہے یہ راہِ دلبری ہے
سجائے کیوں تمہارے استمال پر جبیں شوق کی گردن جھٹکی ہے
مجھے اپنی خوشی کا غم نہیں کچھ میں خوش ہوں کہ زمانے میں خوشی ہے
گرمیاں سکوں کو چاک کر لوں دلِ وحشی کی یہ دیوانگی ہے
میں جو بر آسماں پر مڑ کر آیا شریکِ غم میرے دل کی خوشی ہے
ستانا بے کسوں کو، ظلم ڈھانا ستمگر کیا یہ ہی مردانگی ہے
یہ ہی ہے اب معیارِ آدمیت کہ دشمنِ آدمی کا آدمی ہے

معتد ہے سبھناں کے دل کا

خودی میں میری رازِ بے خودی ہے

آہِ مظلومان

پچھی کی فریاد

از قلم :-
شریمان بیدیت دیوان چند جی
آہنٹک

ہر درد مند دل کو رونا میرا اڑا دے بے ہوش جو پڑے ہیں شاید اُنہیں جگا دے
اے ہر جم انسان! تو بے زبان بے تصور بے بس غریب سیکین جانوروں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتا ہے۔ ان بچاروں
کی طاقت سے بڑھ کر ان سے کام لیتا ہے۔ ان کو طرح طرح کی سزائیں دیتا ہے۔ آزاد پرندوں کو لوہے کے پجروں میں قید کرتا ہے
ان کے بچوں کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے۔ چمڑے کے سامان کی خاطر بے گناہوں کی کھالیں اُٹارتا ہے۔ اور انہیں کھانے کے واسطے لاکھوں
بے زبان جانوروں کو قتل کرتا ہے۔

نہ کر ظلم ظالم اس لطف و کرم کے بدلے

اک دن تجھے ملیں گے اس ظلم و ستم کے بدلے

تو بہ کراہیے بھیانک بھیانک کرموں سے اور خدا کی مخلوق پر رحم کر۔ یاد رکھ مظلوموں کی آہ بے اثر نہیں جاسکتی۔

بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگام دُعا کر دن!

اُجاہت از درِ حق بہر استقبالِ آید

”تلسی آہِ غریب کی ہر سے سہی نہ جائے“ ایشور مظلوموں کی آہیں خوب سنتا ہے۔ ہر جم انسان سب سے بڑا
مجرم ہے۔ اُسے ہر جرم کی سزا ضرور ملتی ہے۔ قدرت کی انتقامی طاقتیں اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہیں۔ یہاں دم مارنے کی کجائش نہیں ہے۔

جو بچے سوا کسی کچھو نہ ہوئے ہاں!

سمے پائے پھل دیت ہے ناٹک نشی جان

عکس :- جیسا کر دگے، دیا ہی بھرو گے۔ جو بچو گے، دی کاٹو گے۔ اے انسان! تو فعل مختار ہے۔ اور اعمال
کرنے میں خود سزا زاد ہے۔ لیکن اپنے کئے ہوئے افعال کا بھی ذمہ دار ہے۔ یہ سب آفتیں اور مصائب جو تو بھگت
رہا ہے، تیرے اعمال کی ہی شامت ہے۔ دل میں نشو کر کے بے تصور، بے کس، بے زبان، غریب اور سیکین جانوروں
پر جو ظلم و ستم کرتا ہے۔ یہ اُسی کی سزا ہے کہ آج تو دکھ پر دکھ سہہ رہا ہے۔ دل میں یقین جانو کہ جانوروں کا
خون بہانا آپس میں خون بہانا سیکھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھائی بھائی کے خون کا پیاسا بن گیا ہے۔ خون ریزی
کی پریکٹس انسان کے حیوانی جذبات کو بھڑکاتی ہے۔ اعدا انسان دیر تا سے راکشس بن کر امن عامہ کو تباہ و برباد
کر دیتا ہے۔ گوشت کھانے سے جسم میں تموگن پر دھان ہو جاتا ہے۔ جو تمام دکھوں کا کارن ہے۔ دُنیا میں جو جوں ہنسٹ
لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ لوگوں کو دُنیا عذاب کا گھر بن رہی ہے اور انسانی زندگی دوزخ کا نمونہ نظر آرہی ہے۔ ہر دل
میں دیر و رد دھ۔ کینہ۔ لُغص۔ حسد، عناد بھرا ہوا ہے۔ اس لئے خون ریزی۔ بے رحمی۔ اور بدی ساری دُنیا
میں پھیل گئی ہے۔ آج میرا بد نصیب ملک تعصب کی آگ میں جل رہا ہے۔ مسلمان ہندو کا بیری ہے اور ہندو مسلمان

۱۹۹۲ء

کار ایسے نازک دور میں بات کا ہنگامہ بن جانا ایسے ہی ہے جیسے اونگھنے کو ٹھیلے کا ہانہ۔ مہموری معمولی باتوں پر ذمہ سنا دے جاتا ہے۔ اور یہی جھگڑا جنگ کا روپ دھار کر لیتا ہے۔ پھر کیا جوتا ہے۔ خون کی بولی کھلی جاتی ہے۔ شریفوں کی پگڑیاں اچھائی جاتی ہیں۔ لاکھوں بے گناہ مارے جاتے ہیں اور قتل عام شروع ہو جاتا ہے۔ لاکھوں دیواریں دھوا ہوا جاتی ہیں اور ان کی بے حشرتی کی جاتی ہے۔ معصوم بچوں اور عورتوں کو اغوا کیا جاتا ہے۔ مسافروں کو پھرنے لکھنے جاتے ہیں۔ عبادت گاہیں سمسار کی جاتی ہیں۔ کروڑوں روپوں کی جائیدادیں نذر آتش کر دی جاتی ہیں۔ غنڈے خوب اندھ بچاتے ہیں۔ ان کی نافرمانی حرکت کا ذکر کرتے بھی شرم آتی ہے۔ توبہ ہی بھلی۔ پر ایمان کو بدایت ہے۔

دوستو! ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ آپس میں بارے رہو۔ اسی میں آپ کا بھلا ہے۔ سہ حافظ گردصل خواہی ملے کن بانا صر عام
اگر دنیا میں امن سے رہنا مطلوب ہے تو بے زبان بے شعور جانوروں پر ترس کھاؤ وہ
کاتے کلا جو آدر کا اسنا بھی لے کٹائے
دھیرے دھیرے نانا کا بدلہ کہیں نہ جائے

ہمارا اخلاق

بھارت جیسے دھارمک دیش میں آج راکھشی برکرتی کے دگوں نے کس قدر اودھم مچا رکھا ہے۔ یہ دیکھنا ہو تو مندرجہ ذیل خبریں پڑھیں اور اپنے دیش کی گراوٹ پر چار آنسو بہائیں۔

(اخبارات کی خبریں)

شہر کے ہاتھوں بیوی کا لرزہ قتل

پٹنا ۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء۔ موضع اودال بھانہ بھادوں سے قتل کی سنسنی خیز واردات کی اطلاع ملی ہے۔ شہری پورن شنگھ کی بیوی اپنے گھر خون میں لت پت پائی گئی پولیس کو شہر سے نہ اسے اس کے شہر سے قتل کیا گھسری پورن شنگھ مفور ہے۔ پولیس کی اطلاع ہے کہ میاں بیوی میں جھگڑا رہا تھا اور وقوعہ سے ایک روز پہلے ان میں کافی جھگڑا ہوا تھا اور شہر کے محفل پر ناراضگی بھی کی تھی۔ ایک پڑوسی نے جا کر انہیں چھوڑ دیا تھا۔ ملزم کی تلاش جارہا ہے۔

علی گڑھ میں لڑکے کا قتل مبینہ قاتل سادھو کے بھیس میں گرفتار

علی گڑھ ۹ جنوری ۱۹۹۲ء۔ پولیس نے مقامی گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کے دسویں جماعت کے طالب علم نریندر کی ملکیت کا معاملہ کر لیا ہے۔ یہ لڑکا گزشتہ ۱۰ ستمبر کو سکول بوسٹل میں ٹولی کا نشانہ بن گیا تھا۔ سرکل انسپکٹر سردار سر بخش سنگھ اور پولیس لائن سٹیشن آفیسر شری سہم دستا نے موضع امرنالی سے ایک مبینہ پڑانے پائی کو گرفتار کیا ہے۔ یہ شخص گاؤں میں سادھو کا بھیس بنا کر رہا تھا۔ پولیس کا بیان ہے کہ سادھو نے اقبال جرم کر لیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ اکثر سکول بوسٹل میں جایا کرتا تھا جہاں اور لڑکوں پر دھڑا لٹا تھا۔ لڑکوں نے اس کے آگے پھر آؤں کیا کیونکہ انہیں شبہ تھا کہ یہ شخص بدعاش ہے۔ مقتول ان لڑکوں میں سے تھا جنہوں نے اس کا آنا بند کرنے کی کوشش کی تھی ۲۹ دسمبر کی رات کو وہ بوسٹل میں داخل ہوا اور اس نے نریندر کو گولی مار کا وہ اپنے جوتے بکھل اور ایک دوسری ساخت کا سپتول پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ ان چیزوں کو اب اس نے شناخت کر لیا ہے۔ مقتول بھی چھوڑ دیا

یہ لڑکا تھا جو ان دنوں گراں بین دیوی دیوی ہے

مانخوڙاڙ: — ٻهندو دھرم ڊرپڻ

ہندوؤں کی جہلی نقائص
ان کے علاج کے لئے اس

مصنف :- شریکان اللہ ہر گونہ بندگی ریٹائرڈ جی سی ایس

دوست و احباب سے دل کی صفائی چاہئے
ہر زبان مد نظر سب کی مجلس اپنی چاہئے
اپنے محسن سے نہ ہرگز بے وفائی چاہئے
بے عرض افعال کی عادت بنائی چاہئے
ہر جگہ دنیا میں اُن کی رُوسیاہی چاہئے
خود پستوں کی دو عالم میں تنہا ہی چاہئے
مفلس و بیمار کو دان اور دوائی چاہئے
کنیہ والا کہنے والوں کا سہائی چاہئے
دورانہ لیشوں کو دونوں سے جدا ہی چاہئے
بلکہ اس دنیا میں رہ کر یارسانی چاہئے
دشمن جاں ورنہ کیوں بھائی کا بھائی چاہئے
سب اچھڑ جائیں مگر بیاں ایک باقی چاہئے
مفلس و نادار سے کیوں رک اٹھائی چاہئے
روشنی کو چھوڑ کر جن کو سیاہی چاہئے
عیش و عشرت میں نہ پیر دولت گنوائی چاہئے
قافی چینیوں سے نہ آتش انتہائی چاہئے

سب سے اول دھرم و عزت کی کمائی چاہئے
خود غرض ہونا ہے مقرر اض محبت اور لقیں
ہو گیا مطلب تو انہیں پھیر لینا ہے بڑا
خدمتِ خلق و سخا میں اس خودی کے د علاج
لوٹتے پھرتے ہیں لوگوں کو سب بازار جو
دوسروں کے کام کہنا ہی ہے شانِ زندگی
سب کی خود شنودی حقیقت میں ہے معیار خوشی
زر بجانا ہے تو اس میں مفلسوں کو کر شریک
ہے بڑا ہر وقت رکھنا دھن کے درزن کے خیال
یہ نہیں مطلب مگر اس سے کہ دنیا چھوڑ دوں
مال و دولت کے لئے بھائی کہاتے ہیں شریک
ہو گئے مشہور ہندو اس قدر پیسے کے پیر
ہے اگر سچ مجھ ہی زریں زور و طاقت کا اثر
کرتے ہیں وہ لوگ ہر شے میں برائی کی تلاش
بے غم و بے فکر ہو کر خوش گذارن زندگی
ہر زمان ہر بات میں مد نظر ہوا اعتدال

چار دن کی چاندنی ہے بخشش پروردگار
آدمیت کس لئے اس میں بھلائی چاہتے

راجہ جہونت سنگھ - بنام - اورنگ زیب

(از قلم لالہ کانشی رام مناجاواہ)

ہندوستان میں جتنے مسلمان بادشاہ ہوئے ہیں۔ ان سب میں غلیہ خاندان کے بادشاہوں کے زمانہ میں ملک نے خوب ترقی کی۔ لوگ بہت خوشحال رہے۔ اکبر اور شاہ جہان کا عہد تو خاص طور پر امن اور خوشحالی کا زمانہ تھا لیکن ان دونوں جیسے بادشاہ ہمیشہ خود مختار حاکموں میں نہیں جوتے۔ خود مختار حاکم کے لئے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ وہ خود نیک ہو بلکہ اس کا دور اندیشی ہو نا بھی لازمی ہے۔ اس کو اپنی ریاست کے ہر صیغہ کے انتظام کا بخوبی علم ہونا چاہیے۔ اس کے دن پر اپنی سلطنت کے کام پر ویسی ہی توجہ دینی چاہیے کہ جیسے معمولی آدمی اپنے کام پر کرنی پڑتی ہے۔ اس کو اپنی رعایا سے ہر صیغہ کے لئے اور ایسا انداز آدمی منتخب کرنے چاہیے کہ جو اپنے حسنِ نیت اور بلند خیالی کے لحاظ سے دوسروں کے لئے ایک مثال ہوں۔ ایسے آدمی عام طور پر علم و گوشت میں بھی نہیں ملتے لیکن خاص طور پر بادشاہوں میں ملنا تو بہت مشکل ہے۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں کہ ایک ریاست جو ایک شخص کی محنت اور قابلیت سے قائم ہو وہی اس کے اہل جانشینوں کے ہاتھ میں پہنچ کر زوال پذیر ہو جائے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ دولت کے بڑھنے سے عیاشی اور کمالی برہمہ جایا کرتی ہے یا کوئی اور ایسے مولد میں گھس جاتے ہیں جو ترقی کے مٹانی ہوں۔ یہی حالت کامیاب شاہی بادشاہ کے جانشینوں کے عہد میں ہوتی۔ اورنگ زیب نے وہ تمام اعلیٰ اصول جو اس کے آباؤ اجداد نے برتے تھے فراموش کر دیئے۔ نہ ہی تعصب اس کے دماغ میں بھر گیا۔ اس نے غم و غمزدوں کو گرا کر ان کی مسجدیں تیر کر کے کا حکم دیا۔ اور عورتوں کو لڑائی میں بھی لے کر لڑنے کی اجازت دے دی۔ پھر اس نے ہندوؤں پر جزیہ لگایا اور اکبر کے اس اصول کو کہ بادشاہ کی نگاہ میں سب رعایا برابر ہے کوئی ایسا پاک و ناپاک نہیں

رکھ دیا اور سلطنت میں مختلف قسم کی گڑبڑ مچ گئی۔ راجہ جہونت سنگھ والے جو دھپور نے جو اس وقت سلطنت کے بڑے رکنوں میں تھے بادشاہ کو اس راستہ سے روکنا چاہا اور ایک اور رنگ زیب کو لکھا۔ ان دنوں میں کس کو مجال تھی کہ اورنگ زیب جیسے آدمی کو جو تعصب سے اندھا ہوا تھا فاطمہ لکھ سکتا۔ لیکن راجہ جہونت سنگھ خاص فیملی اور چلیں کا آدمی تھا۔ اس نے اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ اس خط کے لکھنے سے اس پر بادشاہ کی کتنی ناراضگی ہوگی اور اسکے کتنے خطرناک نتائج ہو سکتے ہیں یہ خط لکھا۔ اس خط کو ایک تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ اس خط کا مضمون حسبِ ذیل ہے۔ ”حضور کے جد علی محمد جلال الدین اکبر شہ آشیانی نے بادن برہنہ سلطنت کا کام انھوں اور شفقت کے ساتھ کیا جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہا۔ اس نے عیاشی نہ مولی۔ داد دی۔ بھری۔ برہمن۔ لاندہیب دہرہ سب ایک ہی لنگ سے دیکھا۔ سب پر رحم ہر مالی شہادت اور عاطفت فرمائی۔ اس لطف و کرم کا سادہ صیغہ ملا کہ جلالت گورو اس کا خطاب لقب ہوا۔ اسی طرح نور الدین جہانگیر صفت مکان نے بائیں برہنہ شہنشاہی اور رعیت کو ظلِ عاطفت میں رکھا اور اپنے دستوں کی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتح مند رہا۔ آپ کے والد بزرگوار جناب شاہ جہان نے بھی اپنی مہم برہنہ کی نرا نردانی میں پہلے بادشاہوں سے کچھ کم نیک نامی حاصل نہیں کی۔ رحمدلی اور نیکو کاری سے نیک نامی دوام پائی۔“

حضور کے باپ دادا کے رفت و کرم و عدالت کا یہ حال تھا جب وہ ان اصول عدالت دہنرنگی کے پیرو ہوئے تو جہان میں نے قدم رکھا۔ فتح و ظفر ہر کام میں ہے۔ بہت سے قلعے اور ملک

(اورنگ زیب کا تاسف)

تیاگ و بھوک

(از مسلم شہری بلدیہ سوسائٹی سودا جرنل)

زندگی میں ہر ایک انسان کچھ بڑھا دہی راحت کا تعلق ہے۔ اور انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اسے سامان آسائش و آرام میسر ہو۔ اور وہ دہی طویل پر خوش و خرم رہے۔ وہ خوشی کی فراہمی کے لئے کوشش کرتا ہے۔ لیکن اصل خوشی اسے میسر نہیں ہوتی۔ اصل میں انسان کی خوشی یہ ہے۔ اس کی کم از کم خواہشات میں۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے قول و فعل میں اور اس کی خواہشات پر کسی کا قبضہ نہ ہو۔ اسے ہر ایک کام کرنے میں آزادی ہو۔ جب انسان کے کردار و گفتار پر پابندی عائد کر دی جائے تو وہ اخلاقیات پر تزل جاتا ہے۔ اور وہ اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔

ہم سب اس بات پر دو جہاں کے رہے ہیں۔ وہ ہمارا حقیقی باپ۔ ماں۔ ماں ہمارا دور رہے۔ اسے اپنی ساری مخلوق سے ایک جیسے محبت ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ اس کی ساری مخلوق ایک دوسرے کی بہتری میں اپنی بہتری سمجھے۔ کسی کے اوپر جبر و تشدد نہ ہو۔ اس کی قیمتی بخششوں سے مستفید ہوں۔ خدا کی بخششوں میں سے رجوع اللہ سے بڑی بخشش ہے۔ خوش قسمت سماں اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لیکن زیادہ تعداد انسانوں کی ہے۔ جو خود غرض ہیں۔ اور ان کا نگہ نہ ہر ایک ایسی نفاذ کرتا ہے کہ جس میں خوشی کی جگہ غم۔ گلوں کی بجائے خار۔ پریم کی بجائے نفرت آجاتی ہے۔ حالانکہ کسی کو اس دنیا میں دہی طور پر ثبات میسر نہیں۔ اگر انسان چاہے تو اس چند روزہ حیات میں اپنے نیک کردار۔ نیک گفتار اور قربانی سے بقا کی عمارت قائم کر سکتا ہے۔ اور اس گلزار میں ایک بجلی کی طرح شکر اکر چلا جائے۔ تاکہ پس مرگہ اسے نیک نام سے دنیا یاد کرے۔ نیک کام سے انسان کو تسکین قلبی میسر ہوتی ہے۔ لیکن بڑائی سے بے چینی اور بے تالی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب وقت نزاع سر پڑا جاتا ہے۔ تو اس وقت دست و پاٹھ ملنے کے سوا کچھ بھی بن نہیں پڑتا۔ اس کی بہترین مثال ہے۔ اورنگ زیب کی زندگی کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

بادشاہ اورنگ زیب نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے بڑے بڑے اگر معظم کے نام نہایت عبرت انگیز خط لکھا۔ اس میں فرض، آشناس کی زندگی کا جو حشر ہوتا ہے۔ اس کا صحیح خاکہ بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ کھینچا ہے اورنگ زیب لکھتا ہے۔ اسے میرے عزیز بیٹے میں اس دنیا بد نصیب باپ۔ بد نصیب خاندان۔ بد نصیب بھائی بد نصیب بیٹا۔ بد نصیب ہاشمہ اور ان سب سے بڑھ کر بد نصیب انسان ہوں۔ میں نے اپنی جہ میں ملک گیری کو پورا کرنے کے لئے اپنے محترم والد کو زنداں میں ڈال دیا۔ اپنے بزرگ اور عزیز بھائیوں کو آتش پاک کا واسطہ بن کر نہایت بے رحمی اور دھوکے سے مردا ڈالا۔ میں نے اپنے والد سے ایک بہت وسیع سلطنت حاصل کی لیکن نا اہلیت کی وجہ سے اس میں قبضہ و قبضہ کا بیج بویا۔ میں خالق دو جہاں کی مخلوق کو تفریق کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔ میں نے ملک گیری کی جہ میں کو گوراکھ پور کے لئے غولی کی زبانیں بہا دیں۔ اور آج یہ سلطنت بھی میرا ساتھ نہیں دے رہی۔ میری سلطنت

میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے چوری چوری تھے۔ ہر طرف دشمن ہی دشمن نظر آ رہے تھے اپنا کوئی غم سار راندا نظر نہیں آ رہا۔ میں نے اپنی لڑکیوں کی شادی اس لئے نہ کی۔ کہ کسی کے سامنے مجھ کو سسرین کر رہنا ہوگا۔ میں نے اپنی بہنوں کی شادی اس لئے نہ کی۔ کہ مجھ کو کسی کا سالانہ کر رہنا ہوگا۔ میں نے اپنی اولاد پر اعتماد نہ کیا۔ کیونکہ میرے دل میں چور تھا۔ اس لئے مجھ کو اپنی اولاد سے بر خور داری کی امید نہ تھی۔ میرے دوست بھیر بھروسہ نہیں رکھتے۔ میرے دشمن مجھ سے خوف زدہ نہیں ہیں۔ دوستوں کی بد اعتمادی اور دشمنوں کی خود سری نے میری حیات کو دوزخ کی آگ میں ڈال دیا ہے۔ اسے میرے تخت جگہ میری زندگی سے سبق سیکھ۔ آج میں اس دیر نانی سے کوچ کر رہا ہوں۔ لیکن میں اپنے کردار کی وجہ سے شرمسار ہوں۔ کہ میں نے مالکِ دو جہاں کی قیمتی بخششوں کا قدر نہ کیا۔ ادا اس سے مستفید نہ ہو سکا۔ میری جان اس وقت غدا میں ہے۔ اور میری روح میرے بُرے کرداروں کی وجہ سے جہنم نانی سے پردار نہیں کر رہی۔ جذور زدہ حیات کو خدمتِ خلق میں گزارنا ہی بڑی خوبی ہے۔ کسی کی دل شکنی نہ کرنا اور سرِ ایک کے زخم کا سرِ ہم بننا ہی اسلام کی سچی تعلیم ہے۔ اس کی ہی تبلیغ میں کوشاں رہنا۔ یہی تیرے والد کی آخری وصیت ہے۔ اس کو فراموش نہ کرنا۔

مذکورہ بالا تاریخی خط سے ایک گناہ گار اور سرکش انسان کا آخری شرمسار سامنے ہے۔ اور ہم کو پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اے انسان زندگی بھوکے لئے نہیں۔ تیاگ کے لئے۔ زندگی کا مقصد دوسروں کے لئے قربانی کرنا ہے۔ اور دوسروں کے لئے راحت و بہتری کے سامان پیدا کرنا ہے۔ قربانی کا یہ مطلب نہیں کہ جان و دنیا کو انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ جیسا کہ اب بھی بعض جاہل قبیلوں میں رواج ہے۔ یہ قصور بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور گناہِ کبیرہ ہے۔ قربانی کا اصل مطلب ہے۔ اپنی خواہشات پر قابو حاصل کرنا۔ دوسروں کے دکھ کی آگ میں کودنے کے لئے تیار رہنا۔ جو شخص ظلم مٹانے دیکھ کر کھن کاظم کے خلاف نہیں لڑتا وہ بھی گناہ کا مرتکب ہے۔ اس لئے سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ انسان خلقِ خدا کی بھلائی کے لئے کوشاں رہے۔ انسان نفس کی قربانی سے اوجھا اٹھتا ہے۔ دنیا کے سب مذاہب کی تعلیم کا چوڑا پی ہے۔ اس سے راحت و تسکین حاصل ہوتی ہے۔ یہاں راج بھرتری سری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ کہ اے انسان بھوکوں کے بھوکنے سے پہلے بھوکوں کے پیٹ کو سوتا لے۔ تم تکلیف سے بچ جاؤ گے۔ بھوک تیاگ کے لئے ہے۔ اور تیاگ بھوک کے لئے۔ وہی انسان سچی خوشی اور راحت کا مستحق ہے۔ کہ جس کی زندگی جیسے قربانی ہو۔ تیاگ یعنی نفس کی قربانی سے ہی انسان زندگی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچتا ہے۔

تقدیر و تدبیر کا ایکسیر - مصنفہ شری بھاک لال جی سائینی - موتوں سے نرنے والی کتاب۔

یہ کتاب اہم باسٹ ہے۔ اور جیون کی سچھلتا کی آئینہ دار ہونے کی وجہ سے سچے شائق اور خوشی کیلئے زندہ جاوید مسلم کا حکم رکھتی ہے۔ اس کے لفظ لفظ میں اور سطر سطر میں۔ صفحہ صفحہ میں آپ کو شہسپا راز ملیں گے جنکو جان کر آپ سوچیں گے کہ یہ وہ بے مثال کتاب ہے جو ہزاروں جیون کے مارگ پر چلتے چلتے تھکے ماندے مسافروں کو تسلی اور آशा دیتی اور لاکھوں پست بہت زجرانوں کے لئے شرفی کا راستہ کھول دیتی اور انہیں خود کشی سے بچائے گی۔ سینکڑوں اجڑے ہوئے گھر آباد ہونگے۔ ہزاروں کی زندگی بن جائے گی۔ کاغذ کھائی پھیلانے دیدہ زیب تہمت